پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے جاری کردہ نئے سلیبس کے عین مطابق/فیڈرل بورڈ اسلام آباد کے سٹوڈنٹس کے لیے بھی معاون

برائے جماعت 10

مطالعۂ پاکستان

(مکمل سلیبس - اُردو میڈیم)

سمارٹ نوٹس 2021-22

حل شدہ مشقی کثیر الانتخابی سوالات

حل شدہ مشقی مختصر جوابی سوالات

حل شدہ مشقی تفصیلی جوابی سوالات

نام: ____________ رول نمبر: ____________

سیکشن: ____________

ترتیب: نعمان صدف
گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول 343 گ ب

فہرست مضامین

باب نمبر 5 تاریخِ پاکستان-II (1971ء تا حال)
History of Pakistan-II (1971 Till to Date)

مشقی سوالات

1-ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 1985ء سے 1988ء کے دوران میں پاکستان کے وزیرِ اعظم رہے:

(الف) محمد خان جونیجو (ب) میاں محمد نواز شریف
(ج) میر ظفر اللہ خان جمالی (د) شوکت عزیز

(ii) پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے:

(الف) 1996ء میں (ب) 1999ء میں
(ج) 1997ء میں (د) 1998ء میں

(iii) ورلڈ ٹریڈ سنٹر (9/11) کا واقعہ پیش آیا:

(الف) 2001ء میں (ب) 2003ء میں
(ج) 2005ء میں (د) 2007ء میں

(iv) 1988ء کے صدارتی انتخاب میں صدرِ پاکستان بنے:

(الف) فضل الٰہی چودھری (ب) غلام اسحاق خان
(ج) سردار فاروق احمد خان لغاری (د) محمد رفیق تارڑ

(v) آئین 1973ء میں جس ترمیم سے اراکین اسمبلی کے فلور کراسنگ (Floor Crossing) پر پابندی لگائی گئی، وہ ہے:

(الف) آٹھویں ترمیم (ب) تیرھویں ترمیم
(ج) چودھویں ترمیم (د) اٹھارھویں ترمیم

2-درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(i) یوم تکبیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے صوبہ بلوچستان کے پہاڑی علاقے چاغی کے مقام پر ایٹمی دھماکے کیے، اس طرح پاکستان ایٹمی ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ پاکستان عالم اسلام کا پہلا ایٹمی ملک ہے۔ ان ایٹمی دھماکوں کی یاد میں ہر سال 28 مئی کو "یوم تکبیر" منایا جاتا ہے۔

(ii) جنرل پرویز مشرف کے نافذ کردہ مقامی حکومتوں کے نظام کے تین بنیادی مقاصد تحریر کریں۔

جواب: جنرل پرویز مشرف نے 14 اگست 2001ء سے مقامی حکومتوں کا نظام (Local Government System) نافذ کیا۔ یہ نظام مقامی حکومتوں کے قیام اور اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے نافذ کیا گیا۔ اس نظام کے تین بنیادی مقاصد تھے: 1۔وسائل کی ضلع کی سطح پر دستیابی 2۔مقامی معاملات، مقامی سطح پر حل کرنا 3۔اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی

(iii) پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت کے شروع کیے گئے پانچ منصوبوں کے نام لکھیں۔

جواب: پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت کے شروع کیے گئے پانچ منصوبے درج ذیل ہیں:

1۔دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر 2۔احساس پروگرام 3۔نوجوان ہنرمند پروگرام 4۔نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام
5۔پلانٹ فار پاکستان (10 بلین ٹری پروگرام)

(iv) موٹروے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: موٹروے کے ذریعہ ٹرانسپورٹ میں آسانی ہو گئی ہے۔ شہروں کے درمیان فاصلہ کم ہو گیا ہے۔ موٹروے کے ذریعے منڈیوں تک رسائی آسان ہو گئی ہے۔

(v) پاکستان میں صدرِ مملکت کے انتخاب کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں صدرِ مملکت کا انتخاب سینیٹ، قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کرتے ہیں۔

3-درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں۔

(i) ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں کی جانے والی زرعی اور صنعتی اصلاحات بیان کریں۔

جواب: مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جنرل یحییٰ خان نے 20 دسمبر 1971ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار منتقل کر دیا، اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت کا آغاز ہوا۔ انھوں نے اقتدار سنبھالتے ہی پاکستان کی تعمیرِ نو کا آغاز کیا۔ پاکستانی قوم میں نااُمیدی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی، ذوالفقار علی بھٹو نے عوام کو حوصلہ دیا اور ملک کی بہتری کے لیے فوری طور پر انقلابی اقدامات اٹھائے۔

21 اپریل 1972ء کو ملک سے مارشل لاء کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عبوری آئین (1972ء) کے تحت ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھال لی اور ملکی مسائل کی طرف توجہ دی۔ آئین کی ضرورت اور اہمیت محسوس کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دیتے ہوئے پچیس (25) اراکین پر مشتمل دستور ساز کمیٹی بنا دی گئی۔

اس دور کی زرعی اور صنعتی اصلاحات درج ذیل تھیں:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

صنعتی اصلاحات کا مقصد مزدوروں کے حالاتِ کار کو بہتر بنانا اور بہتر صنعتی ماحول پیدا کرنا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں مندرجہ ذیل صنعتی اصلاحات کی گئیں:۔

1۔ ملکی معیشت کی تعمیرِ نو: ملکی معیشت کی تعمیرِ نو کی خاطر صنعت کی بحالی اور ترقی کے لیے مزدوروں کو صنعتوں کی انتظامیہ میں مناسب اور مؤثر نمائندگی دی گئی۔ صنعتوں کے منافع میں مزدوروں کا حصّہ بڑھایا گیا۔

2۔ بونس کی ادائیگی: ملازمین کے لیے بونس کی ادائیگی لازم قرار پائی۔

3۔ صحت کی سہولتیں: مزدوروں کے لیے صحّت کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا۔

4۔ معاوضے میں اضافہ: مزدوروں کے زخمی ہونے، وفات پانے یا کسی حادثے کی صورت میں اُن کو ملنے والے معاوضے میں اضافہ کیا گیا۔

5۔ گروپ انشورنس اور سوشل سکیورٹی: بہتر صنعتی ماحول پیدا کرنے کے لیے گروپ انشورنس اور سوشل سکیورٹی کا نظام نافذ کیا گیا۔

6۔ نیشنلائزیشن: ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف اداروں کو قومی تحویل (نیشنلائزیشن۔Nationalization) میں لینے کی حکمتِ عملی اپنائی۔ اہم صنعتی اداروں، بینکوں، بیمہ کمپنیوں اور تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ ملک کی تمام اہم صنعتوں، بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک کے مالیاتی معاملات پر کنٹرول حاصل کر کے اس کے فوائد عام آدمی تک پہنچانا تھا۔

7۔ سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان: سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان (State Life Insurance Corporation of Pakistan) کا ادارہ قائم کیا گیا۔

زرعی اِصلاحات (Agricultural Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو نے یکم مارچ 1972ء کو زرعی اِصلاحات کا اعلان کیا۔ ان اِصلاحات کا مقصد زرعی نظام کو بہتر بنا کر زراعت سے وابستہ افراد کے معاشی حالات کو بہتر بنانا، زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا اور ملکی معیشت کی تعمیرِ نو تھا۔ اس دور میں مندرجہ ذیل زرعی اصلاحات نافذ کی گئیں:۔

1۔ ملکیتی حد: زرعی اراضی کی ملکیتی حد کم کر کے 150 ایکڑ نہری، جب کہ 300 ایکڑ بارانی مقرر کر دی گئی۔

2۔ ملکیتی حد کی درستگی: زرعی اِصلاحات سے زمین کی ملکیت کی حد درست کی گئی۔ اس مقررہ حد سے زیادہ اراضی ریاست کی ملکیت قرار پائی۔

3۔مزارعین کی بے دخلی: زمین سے مزارعین کی بے دخلی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔

4۔زمین کی تقسیم: جاگیرداروں اور زمین داروں سے حاصل کردہ زمین بے زمین کاشت کاروں میں بلا معاوضہ تقسیم کر دی گئی۔

☆☆☆☆☆

(ii) جنرل پرویز مشرف کی صنعتی، معاشی اور معاشرتی اِصلاحات بیان کریں۔

جواب: 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف مسلم لیگ (ن) کی حکومت ختم کر کے پاکستان کے چیف ایگزیکٹو بن گئے اور 20 جون 2001ء کو صدرِ پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا اور نئی انتظامیہ تشکیل پائی۔ جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ سے تین برس کے لیے حکومت کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ انھوں نے ملک میں جلد انتخابات کرانے کا وعدہ بھی کیا۔ جنرل پرویز مشرف کی اہم اِصلاحات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

صنعتی اِصلاحات (Industrial Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت کی اہم صنعتی اِصلاحات درج ذیل ہیں:۔

1۔سرمایہ کاروں کو تحفظ: جنرل پرویز مشرف نے ملک کو معاشی ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور ملک میں صنعتی ترقی کے عمل کو تیز کرنے کے لیے متعدد اقدامات اٹھائے جن میں صنعتوں کی بحالی اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے علاوہ سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنا بھی شامل ہیں۔

2۔نئی صنعتوں کا قیام: مشرف دورِ حکومت میں ملک میں کئی نئی صنعتیں بھی قائم کی گئیں جن میں موٹر گاڑیوں کی صنعت، موٹر سائیکل کی صنعت، چینی کی صنعت، کیمیکل کی صنعت، بنیادی ضروریات کا سامان بنانے کی صنعتیں، بجلی کا سامان (Electronics) بنانے کی صنعت، سیمنٹ کی صنعت اور فولاد سازی کی صنعت قابلِ ذکر ہیں۔ ان صنعتوں کے قیام سے پاکستانی معیشت میں بہتری آئی۔

3۔ گیس اور کوئلے کے پلانٹس: بجلی کی مسلسل فراہمی کے لیے تھرمل پلانٹس کو گیس اور کوئلے کے پلانٹس میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔

4۔ جی ڈی پی میں صنعتوں کا حصہ: اس دوران میں جی۔ڈی۔پی (G.D.P) میں صنعتوں کا حصہ 13 فی صد کے لگ بھگ رہا۔

5۔نجکاری کمیشن: جنرل پرویز مشرف نے نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے نجکاری کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے بڑی صنعتیں نجکاری کے ذریعے سے نجی شعبے کے حوالے کرنے کے عمل کو فعال بنایا۔

6۔اداروں کی نجکاری: اس طرح تعلیمی ادارے، پی ٹی سی ایل اور مالیاتی اداروں کی نجکاری عمل میں لائی گئی۔

ان کوششوں کا مقصد ملکی معاشی ترقی کے عمل کو آگے بڑھانا تھا۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں تمام تر حکمتِ عملی معاشی ترقی کی سمت رہی۔ جنرل پرویز مشرف نے جب اقتدار سنبھالا، اُس وقت پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے عالمی ردِ عمل کی وجہ سے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ 11 ستمبر 2001ء کو امریکا کے شہر نیو یارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے، بھارت کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں اور افغانستان میں خانہ جنگی کے باوجود پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال بہتر رہی۔ امریکا میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث پاکستان اہمیت اختیار کر گیا۔ مغربی ممالک کی امداد کے باعث پاکستان کی معیشت کو سہارا ملا اور معاشی ترقی کی رفتار قریباً (7) فی صد رہی۔ مجموعی طور پر اس دور کو معاشی لحاظ سے مستحکم دور کہا جا سکتا ہے۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

جنرل پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جیسی اصطلاحات کا بہت چرچا رہا۔ اُس نے پاکستان میں آزادانہ پالیسی اختیار کی۔ یہ وہ دور تھا جب ایک جانب افغانستان میں سوویت یونین کے بعد امریکا کی مداخلت نے حالات خراب کیے تو دوسری طرف ملک میں انتہا پسندی اور شدت پسندی کا زور تھا۔ جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت کی اہم معاشرتی اِصلاحات درج ذیل ہیں:۔

1۔ذرائع ابلاغ کی بہتری: ملک میں بہت سے نجی ٹیلی ویژن چینلز متعارف کرائے گئے، کئی اخبارات اور نئے رسائل کا اجرا کیا گیا۔

2۔خواتین بطور فلائنگ فائٹر: ایئر فورس میں پہلی بار فلائنگ فائٹر کی حیثیت سے خواتین کو شامل کیا گیا۔

3۔خواتین بطور کیڈٹ اور انجینئر: آرمی میں میڈیکل کور کے علاوہ پہلی بار بحیثیت کیڈٹ اور انجینئر خواتین کی بھرتی کی گئی۔

4۔خواتین بطور ٹریفک وارڈن: خواتین کو بطور "ٹریفک وارڈن" بھرتی کیا گیا۔

5۔خاتون گورنر سٹیٹ بینک: ایک خاتون ڈاکٹر شمشاد اختر کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان بنایا گیا۔

6۔اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستیں: مشرف دورِ حکومت میں خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں مخصوص کی گئیں۔

7۔خود کفالت اور روزگار سکیم: خود کفالت اور روزگار سکیم کے تحت خواتین کو بینکوں سے آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

☆☆☆☆☆

(iii) محترمہ بے نظیر بھٹو کے دونوں ادوار کا حوالہ دیتے ہوئے بتائیں کہ ان کا کون سا دور عوام کے لیے بہتر رہا؟

جواب:

بے نظیر بھٹو کا پہلا دورِ حکومت 1988-90ء
(Benazir Bhutto's First Term 1988-90)

جنرل ضیاء الحق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بہاول پور سے واپسی پر فضائی حادثے میں 17 اگست 1988ء کو جاں بحق ہو گئے۔ اس طرح جنرل ضیاء الحق کے 11 سالہ دورِ اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ سینٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان نے فوری طور پر صدرِ مملکت کا عہدہ سنبھالا اور ملک میں قیادت کے بحران کو حل کیا۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے 1988ء میں جماعتی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی سمیت کثیر تعداد میں سیاسی جماعتوں نے انتخابات میں حصّہ لیا۔ انتخابات میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی کو مرکز، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس طرح مرکز اور دو صوبوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم کی حیثیت سے 2 دسمبر 1988ء کو حلف اٹھایا۔ پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے قیام کو حقیقی معنوں میں عوامی حکومت کی بحالی قرار دیا گیا۔ اس دور کی اہم اصلاحات کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں ملک میں بہت سی نئی صنعتیں لگائی گئیں۔ آٹو موبائل اور ٹیکسٹائل کی صنعت نے ترقی کی۔

زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)

زراعت کے شعبے کو ترقی دی گئی۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے بیج، کھاد اور زرعی ادویات خریدنے کے لیے کسانوں کو آسان شرائط پر قرضے دیے گئے۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

تعلیمی اداروں میں مختلف سہولیات فراہم کی گئیں اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

شہروں اور دیہی علاقوں میں صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لیے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے۔

معاشی اصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پلیسمنٹ بیورو (Placement Bureau) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس سے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں ملیں۔

معاشرتی اصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے، ملک کی ترقی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے "پیپلز ورکس پروگرام" شروع کیا۔

آئینی اصلاحات (Constitutional Reforms)

محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کے پہلے دور میں گیارھویں ترمیم 1989ء میں پیش ہوئی۔ یہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کے حوالے سے تھی۔

انتظامی اصلاحات (Administrative Reforms)

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں 1972ء میں پاکستان نے دولتِ مشترکہ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ 1989ء میں بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان دوبارہ دولتِ مشترکہ کا رکن بنا۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی پالیسی پر عمل کیا۔ بھارتی وزیرِاعظم راجیو گاندھی نے پاکستان میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے بھارت سمیت تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں دسمبر 1988ء میں صدارتی انتخاب کا انعقاد ہوا، جس میں غلام اسحاق خان صدرِ پاکستان منتخب ہوئے۔

حکومت کا خاتمہ

یہ حکومت 20 ماہ سے زیادہ نہ چل سکی۔ صدرِ مملکت غلام اسحاق خان نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر بہت سے الزامات عائد کرتے ہوئے آئین کی دفعہ 58-2B کو استعمال کرتے ہوئے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں۔

بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت 1993-96ء
(Benazir Bhutto's Second Term 1993-96)

1993ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ پیپلز پارٹی نے دیگر اتحادیوں کے ساتھ مل کر مرکز، سندھ، پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) میں حکومت بنائی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت اِس مرتبہ زیادہ پُراعتماد اور مستحکم تھی۔ انھوں نے متعدد اِصلاحات کے ذریعے سے ملکی ترقی کے عمل کو آگے بڑھایا۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

صنعتی اصلاحات (Industrial Reforms)

ملک میں صنعتیں لگانے پر بہت سی رعایتیں دینے کا اعلان کیا گیا، لیکن عوام پر بھاری ٹیکس لگا دیے گئے۔ ملک صنعتی اور معاشی بحران کا شکار رہا۔

زرعی اصلاحات (Agricultural Reforms)

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کسانوں کو قرضے دینے کے لیے کسان بینک قائم کیا گیا اور عوامی ٹریکٹر سکیم کے ذریعے کسانوں کو ٹریکٹر فراہم کیے گئے۔ زرعی ترقیاتی بینک اور دیگر کمرشل بینکوں نے بھی زرعی قرضے جات جاری کیے۔ ان قرضوں سے کسان بیج، کھاد اور فصلوں پر چھڑکنے والی ادویات وغیرہ خریدنے کے قابل ہوئے۔

تعلیمی اصلاحات (Educational Reforms)

پرائمری تعلیم اور خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اساتذہ کے لیے مختلف مراعات کا اعلان کیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں سہولتوں کی فراہمی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے۔

صحت سے متعلق اصلاحات (Health Reforms)

عوامی ہیلتھ سکیم کے ذریعے سے صحت کی سہولیات گھر گھر پہنچانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ خواتین کے لیے صحت کی پالیسیاں بنائی گئیں۔ ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔ سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت ملک میں بہت سی ڈسپنسریاں قائم کی گئیں۔ انسدادِ پولیو مہم محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں شروع ہوئی۔

معاشی اِصلاحات (Economic Reforms)

بے نظیر بھٹو کے اس دورِ حکومت میں آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کا آغاز کیا گیا، جس سے ملک میں ترقی کی رفتار تیز ہوئی۔ بے نظیر بھٹو نے 1994ء میں ایک نئی پاور پالیسی کا اعلان کیا۔ ملک بھر میں توانائی، بجلی کی کمی اور لوڈشیڈنگ کا بحران ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے گئے۔ لاکھوں گیس کنکشنز فراہم کیے گئے۔ پاکستان اسٹیل ملز کو منافع بخش ادارہ بنایا گیا۔ کراچی میں پورٹ قاسم کو وسعت دی گئی۔

معاشرتی اِصلاحات (Social Reforms)

لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر بنانے اور ملک کی ترقی اور سماجی بہبود کے لیے بے نظیر بھٹو کی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا۔ خواتین کے لیے سماجی پالیسیاں بنائیں۔ خواتین کی سہولت کے لیے وومن پولیس سٹیشن اور فرسٹ وومن بینک قائم کیے گئے۔

آئینی اِصلاحات (Constitutional Reforms)

بے نظیر بھٹو کے دوسرے دورِ حکومت میں کوئی قابلِ ذکر آئینی اِصلاحات نہ ہو سکیں۔

انتظامی اِصلاحات (Administrative Reforms)

1993ء میں صدارتی انتخابات ہوئے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے راہنما سردار فاروق احمد خان لغاری صدرِ مملکت منتخب ہوئے۔ یوں وزیرِاعظم اور صدرِ مملکت دونوں کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت سے تھا۔ دوسرے ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

حکومت کا خاتمہ

اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا دوسرا دورِ حکومت پُر اعتماد اور بہتر تھا، مگر اس مرتبہ بھی اُن کی حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ اس مرتبہ پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے منتخب کردہ صدر سردار فاروق احمد خان لغاری نے متعدد الزامات لگا کر آئین کے آرٹیکل 58-2B کا استعمال کرتے ہوئے 5 نومبر 1996ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کر دی، قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں اور نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

عوام کے لیے بہتر دور

محترمہ بے نظیر بھٹو کے دونوں ادوار میں عوام کی بہتری کے لیے خصوصی اقدامات کیے گئے۔ اگرچہ ان کے دونوں ادوار کو حقیقی معنوں میں بھرپور عوامی دور ہونے کا اعزاز حاصل ہے لیکن کئی حوالوں سے ان کا دوسرا دورِ حکومت عوام کے لیے بہتر ثابت ہوتا ہے کیوں کہ ان کا پہلا دورِ حکومت نہایت ہی مختصر تھا اور غالباً ان کی حکومت 20 ماہ سے زیادہ نہ چل سکی۔ جب کہ ان کا دوسرا دورِ حکومت قریباً تین سالوں پر محیط رہا اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی دوسری حکومت زیادہ مستحکم اور پُر اعتماد تھی۔ چنانچہ اس دور میں عوامی سہولیات پہلے کی نسبت زیادہ تھیں، اس دور میں معاشی ترقی کی رفتار میں بھی اضافہ ہوا۔ انھوں نے اپنے دوسرے دورِ حکومت میں پہلے دور کے بہت سے نامکمل منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

☆☆☆☆☆

(iv) میاں محمد نواز شریف کی معاشی اِصلاحات کے اثرات بیان کریں۔

جواب: میاں محمد نواز شریف کے دورِ حکومت میں کی گئی معاشی اصلاحات کے مثبت اور منفی اثرات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مثبت اثرات

i. نواز شریف کے دورِ حکومت میں بے روزگاری کے خاتمے کے لیے متعدد سکیموں کا آغاز کیا، جس سے بے روزگاری میں کافی کمی ہوئی۔

ii. لوگوں کو چھوٹے مکانات کی تعمیر کے لیے معاونت فراہم کی گئی جس کی بدولت لوگوں کے رہن سہن میں بہتری آئی۔

iii. لاہور اسلام آباد موٹروے کا آغاز کرنے سے ذرائع آمد و رفت تیز ہو گئے۔

iv. غیر ملکی قرضے اتارنے کے لیے "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم کا آغاز ہوا، جس نے ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

v. لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لیے متعدد اقدامات اٹھائے گئے جس سے ملکی صنعتوں کو خاص فائدہ ہوا اور معیشت میں مثبت تبدیلیاں دیکھنے کو آئیں۔

vi. حکومت نے مردم شماری کے لیے بھی کئی اقدامات اٹھائے تاکہ ملکی پیداوار (G.D.P) کا صحیح اندازہ ہو سکے اور فی کس آمدنی میں بھی اضافہ ہوا۔

vii. کئی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور نجکاری سے بھی حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

منفی اثرات

i. ترقیاتی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کافی غیر ملکی قرضے اٹھانے پڑے۔ جس کی بدولت ملک قرضوں کی زد میں آ گیا۔

ii. قرض اتارو ملک سنوارو مہم کا صحیح استعمال نہ کیا گیا۔ جس سے ملکی عوام کی کافی دولت سیاست دانوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔

iii. نجکاری سے ملازمین میں بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو گئی اور سرمایہ دار طبقہ مزید امیر ہو گیا۔

iv. لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لیے معدنی تیل پر زیادہ انحصار کیا گیا جس سے بجلی مزید مہنگی ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

(v) دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نکات بیان کریں۔

جواب: ذوالفقار علی بھٹو نے دستورِ پاکستان کی تیاری کے لیے تمام بڑی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے 25 اراکین پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے دستور کی تیاری کے عمل کو آگے بڑھایا۔ دستور کی تیاری میں خصوصی طور پر حزبِ اختلاف کی سوچ اور تجاویز کو جگہ دی گئی۔ دستوری کمیٹی کی رپورٹ پر اسمبلی میں بحث مباحثہ ہوا، جس کی روشنی میں چند مزید تجاویز شامل کی گئیں، اس طرح دستور سازی کا کام مکمل ہوا۔ 14 اگست 1973ء سے اسے باقاعدہ طور پر نافذ کر دیا گیا۔

اہم نکات

دستورِ پاکستان 1973ء کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:۔

1۔ اسلامی اصولوں کی پابندی: دستور اسلامی نوعیت کا ہے۔ کوئی قانون اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔

2۔ وفاقی نظام: ملک میں وفاقی نظام قائم کیا گیا۔ پاکستان چار صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا)، بلوچستان اور وفاقی علاقوں پر مشتمل ایک وفاقی ریاست ہو گا۔

3۔ صوبائی خود مختاری: مرکز اور صوبوں میں اختیارات تقسیم کر کے صوبائی خود مختاری کا مسئلہ حل کیا گیا۔

4۔ دو ایوانی مقننہ: دستور کے تحت ملک میں دو ایوانی مقننہ قائم کی گئی۔ ایوانِ بالا کا نام سینٹ جب کہ ایوانِ زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔

5۔ صوبائی اسمبلیاں: صوبوں میں صوبائی اسمبلیاں قائم کی گئیں۔

6۔ خود مختار عدلیہ: دستور کے تحت آزاد اور خود مختار عدلیہ قائم کی گئی۔ مرکز میں سپریم کورٹ (عدالتِ عظمیٰ)، جب کہ چاروں صوبوں میں چار ہائی کورٹس (عدالت ہائے عالیہ) قائم کی گئیں۔

7۔ پارلیمانی نظام: ملک میں پارلیمانی نظام قائم کیا گیا۔ صدرِ مملکت ریاست کا سربراہ، جب کہ وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہو گا۔

8۔ وفاقی حکومت: قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے والی سیاسی جماعت ہی وفاقی حکومت بنائے گی۔

9۔ مسلمان صدر اور وزیر اعظم: صدر اور وزیرِ اعظم کے لیے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا۔

10۔ بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ: بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

جوابات:

(i)	(الف)	محمد خان جونیجو	(ii)	(د)	1998ء میں
(iii)	(الف)	2001ء میں	(iv)	(ب)	غلام اسحاق خان
(v)	(ج)	چودھویں ترمیم			www.notespk.com

باب نمبر 6 پاکستان اور عالمی اُمور
Pakistan and World Affairs

مشقی سوالات

1-ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

(i) اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 24 اکتوبر 1944ء (ب) 14 اپریل 1945ء
(ج) 24 اکتوبر 1945ء (د) 24 نومبر 1946ء

(ii) اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی بنیاد 1969ء میں جس شہر میں رکھی گئی، وہ ہے:

(الف) تہران (ب) لاہور
(ج) جدہ (د) رباط

(iii) عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا:

(الف) 1947ء میں (ب) 1949ء میں
(ج) 1951ء میں (د) 1953ء میں

(iv) پاکستان نے 30 ستمبر 1947ء کو جس ادارے کی رکنیت حاصل کی، وہ ہے:

(الف) او آئی سی (ب) ای سی او
(ج) اقوامِ متحدہ (د) سارک

(v) پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا:

(الف) ایران نے (ب) چین نے
(ج) افغانستان نے (د) امریکا نے

2-درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:۔

(i) خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

جواب: خارجہ پالیسی سے مراد کسی ملک کی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کی حکمتِ عملی ہے۔اس سے مراد وہ رویہ ہے جس کے تحت کوئی ملک اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔

(ii) وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ قازقستان 2۔ کرغزستان 3۔ تاجکستان 4۔ ترکمانستان 5۔ ازبکستان

(iii) گوادر کی بندرگاہ کی اہمیت تین سطروں میں تحریر کریں۔

جواب: گوادر بندرگاہ (Gawadar Port) پاکستان کے صوبے بلوچستان کے شہر گوادر میں بحیرہ عرب پر واقع ایک گہرے سمندر کی بندرگاہ ہے۔اس اہم بندرگاہ کا افتتاح 20 مارچ 2007ء کو ہوا۔یہ بندرگاہ مشرقی اور وسط ایشیائی ریاستوں کے لیے سمندری رابطے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔اس پورٹ کے ذریعے سے یوریا کھاد، گندم اور کوئلہ اور دیگر اشیا کی تجارت شروع ہو گئی ہے۔امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں چین پاکستان راہداری کے تحت شروع ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے گوادر کی بندرگاہ کو دنیا بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے گی، جس سے پاکستان کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی۔

(iv) **مسئلہ فلسطین سے کیا مراد ہے؟**

جواب: 1948ء میں مغربی ممالک کے ایماپر فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے نام سے ایک ریاست قائم ہوئی۔ فلسطینیوں کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی، مگر اسرائیل نے اپنے علاقے پھیلانے شروع کر دیے۔ مسلمان ممالک خصوصاً عرب ممالک فلسطین کے بچاؤ کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ کئی مرتبہ اسرائیل اور عربوں کے مابین باقاعدہ جنگ ہوئی، مگر عربوں کے درمیان اتحاد کی کمی اور دیگر وجوہات کی بناپر عرب ممالک کامیاب نہ ہو سکے، اس طرح یروشلم سمیت اہم علاقے اسرائیل کے کنٹرول میں چلے گئے اور فلسطین کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اب بھی اقوام متحدہ، اسلامی دنیااور بڑی طاقتوں کی طرف سے آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

(v) **پاکستان کے برّی اور بحری راستے کیوں اہم ہیں؟**

جواب: پاکستان تیل پیدا کرنے والے خلیجی ممالک (خلیج فارس Persian Gulf کے آس پاس واقع ممالک، سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین، متحدہ عرب امارات، اومان اور قطر وغیرہ) کے نزدیک اور مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی مسلم دنیا کے درمیان واقع ہے۔ بے شمار مغربی ممالک کی صنعتی ترقی کا انحصار خلیجی ممالک میں ہونے والی تیل کی پیداوار پر ہے۔ یہ تیل دوسرے ممالک کو بحیرہ عرب کے ذریعے سے بھیجا جاتا ہے اور کراچی بحیرہ عرب کی انتہائی اہم بندر گاہ ہے۔ پاکستان افغانستان کو تجارت کے لیے برّی اور بحری راہ داری کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ کراچی ایک بین الاقوامی بندر گاہ اور ہوائی اڈہ ہے۔ یہ ہوائی اور بحری راستوں سے یورپ کو ایشیا سے ملاتا ہے۔ وہ تمام ممالک جو مشرقِ وسطیٰ (Middle East) اور وسط ایشیائی (Central Asia) ممالک سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں، وہ پاکستان کے محلِ وقوع کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

3- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

(i) **پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد بیان کریں۔**

جواب: خارجہ پالیسی سے مراد کسی ملک کی دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کی حکمتِ عملی ہے۔ اس سے مراد وہ رویہ ہے جس کے تحت کوئی ملک اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں کوئی بھی ریاست تنہا رہتے ہوئے اپنی تمام ضروریات پوری نہیں کر سکتی بلکہ ہر چھوٹے یا بڑے ملک کو اپنی معاشی، معاشرتی، صنعتی اور دفاعی ضروریات کی تکمیل کے لیے اقوام عالم سے تعلقات قائم کرنا پڑتے ہیں۔ ہر ملک اپنی خارجہ پالیسی میں اپنے مفادات کے تحفظ کی بنیاد پر ترجیحات کا تعین کرتا ہے اور پھر انھی ترجیحات کے مطابق اقوام عالم سے اپنا رشتہ اُستوار کرتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی بھی دیگر ریاستوں کی مانند قومی ضروریات کے پیشِ نظر ترتیب دی جانے والی ترجیحات کے مطابق ہے۔ پاکستان کے عوام تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا میں اپنے وسائل کے استعمال اور اقوامِ عالم کے تعاون سے اپنے اقتدارِ اعلیٰ کا تحفظ، قومی سلامتی، خوش حالی، اسلامی اقدار کا تحفظ، ثقافتی اقدار کی حفاظت اور معاشی خوش حالی چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:-

(i) نظریۂ پاکستان کا تحفظ

پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے یہ خِطہ اس لیے حاصل کیا تھا کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق بسر کر سکیں۔ نظریۂ پاکستان کا تحفظ بھی اُسی قدر اہم ہے، جس قدر اس کی جغرافیائی حدود کا تحفظ ضروری ہے۔ خارجہ پالیسی میں نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے سے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ قریبی تعاون کو فروغ دینے کے لیے معاہدات کیے جاتے ہیں، اس کے علاوہ معاشی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔ داخلہ پالیسی کی طرح خارجہ پالیسی میں بھی نظریۂ پاکستان کے تحفظ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

(ii) قومی تحفظ اور سلامتی

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد قومی سلامتی کا تحفظ ہے، اس لیے قومی مفادات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ اور جغرافیائی و نظریاتی حدود کا تحفظ کیا جائے۔ قومی سلامتی کے خلاف اُٹھنے والے ہر قدم کو روکا جائے اور پاکستان کی حفاظت کی جائے۔ قومی سلامتی کے تحفظ اور بقا کی خاطر اندرونی طور پر ملک میں یک جہتی اور استحکام کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا کے ساتھ قریبی تعاون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہر محاذ پر ایران، چین، سعودی عرب اور دیگر دوست ممالک نے پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ یہ پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی کا نتیجہ تھا۔ اب پاکستانی سرحدوں کی حفاظت، اندرونی سلامتی اور اقتدارِ اعلیٰ کے تحفظ کی خاطر اقوامِ عالم سے خوش گوار تعلقات کے قیام کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں بنیادی مقام حاصل ہے۔

(iii) ثقافت کا فروغ

ہر قوم کی طرح پاکستانی قوم کو بھی اپنی ثقافت عزیز ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی اقدار کی آئینہ دار ہے۔ ہماری ثقافت میں رواداری، احترام انسانیت، بہادری، عزّت، حیا اور چادر اور چار دیواری جیسی اقدار (Values) نمایاں ہیں۔ پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے سے ایسے ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات اُستوار کرنے ہیں، جن کے ذریعے سے پاکستانی ثقافت نہ صرف محفوظ رہے بلکہ اُسے فروغ بھی حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے برادر اسلامی ممالک کے ساتھ ثقافتی تعلقات بڑھائے جاتے ہیں اور ان ریاستوں کے درمیان ثقافتی وفود کے تبادلے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں پاکستانی لباس، کشیدہ کاری، کڑھائی والے کُرتے، شلوار، چادریں اور دیگر اشیا خصوصی طور پر پسند کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ریاستوں کے درمیان عوامی ثقافت کی سطح پر تعلقات مضبوط کیے جاتے ہیں۔

(iv) معاشی ترقی

معاشی ترقی کے لیے معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ پاکستان کی اکثریتی آبادی کا پیشہ زراعت ہے۔ زراعت کی ترقی اور معیشت کی ترقی کے لیے پاکستان کو زرعی اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح ترقی یافتہ ریاستوں کے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنی زراعت اور صنعت کو ترقی دے کر ملکی معیشت کو مستحکم بنا سکتے ہیں۔ معاشی ترقی کے لیے تعلیمی ترقی ضروری ہے۔ فنی ترقی کی بنیاد پر ہی زراعت، صنعت اور کاروبار کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ فنی اور صنعتی علوم کے حصول کے لیے صنعتی طور پر ترقی یافتہ ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرکے اپنے ملک میں صنعتی و فنی علوم کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ان مقاصد کا حصول کامیاب خارجہ پالیسی سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(ii) مسئلہ کشمیر کو پاک بھارت تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ بحث کریں۔

جواب:

مسئلہ کشمیر کی ابتدا (Genesis of Kashmir Issue)

- پاکستان اور بھارت دونوں مسئلہ کشمیر پر ایک بنیادی نظریے پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت جموں و کشمیر برطانوی راج کے قبضے میں ایک ریاست تھی۔ جب ہندوستان کو تقسیم کیا جا رہا تھا تو جن علاقوں میں مسلم اکثریت تھی، وہ علاقے پاکستان اور جہاں ہندو اکثریت تھی، وہ علاقے بھارت کو دیے گئے۔ کشمیر میں اکثریتی آبادی تو مسلمان تھی، لیکن یہاں کا حکمران ایک ہندو ڈوگرا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ بھارت کے ساتھ اس ریاست کا الحاق ہو جائے، لیکن تحریکِ پاکستان کے راہنماؤں نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ آج بھی کشمیر میں مسلمان زیادہ ہیں، اس لیے پاکستان اسے اپنا حصّہ سمجھتا ہے اور بھارت یہ سمجھتا ہے کہ اس پر ہندو ڈوگرا حکمران تھا جو بھارت سے الحاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے یہ بھارت کا حصّہ ہے۔
- قیامِ پاکستان کے وقت ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ کشمیر کو پاکستان میں شامل کیا جائے، لیکن وہاں کا حکمران بھارت سے الحاق کا خواہش مند تھا۔ اس نے عوام کی خواہشات کے برعکس کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا اور بھارتی فوجوں کو کشمیر میں داخل کرکے یہاں بھارت کا تسلط قائم کروا دیا۔ اس پر کشمیری مسلمانوں نے علم جہاد بلند کر دیا اور وادیِ کشمیر کے قریباً ایک تہائی حصّے کو بھارتی فوجوں سے آزاد کرا لیا۔

اقوامِ متحدہ کی مداخلت اور جموں و کشمیر پر اس کا اعلامیہ

(United Nation's Intervention and its Declaration on Jammu and Kashmir)

- جب بھارتی فوجیں کشمیری مجاہدین کے قبضے سے علاقہ چھیننے میں ناکام ہو گئیں تو بھارت یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں لے گیا۔ بھارت نے وہاں یہ مؤقف اختیار کیا کہ کشمیر کا باقاعدہ الحاق بھارت سے ہو چکا تھا، اس لیے یہ علاقہ بھارت کا حصّہ ہے۔ بھارت نے مزید دعویٰ کیا کہ پاکستان نے کشمیر پر حملہ کیا ہے جس کا مطلب بھارت پر حملہ ہے۔
- پاکستان نے کشمیر کی بھارت کے ساتھ الحاق کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا اور سلامتی کونسل کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے زور دیا کہ کشمیر کے مستقبل کے فیصلے کا حق اس کے راجا کو نہیں بلکہ وہاں کی عوام کو ملنا چاہیے۔

سلامتی کونسل نے 1949ء میں ایک قرارداد کے ذریعے سے کشمیر میں جنگ بندی کی اپیل کی۔ چناں چہ اس قرارداد کے بعد جنگ بندی عمل میں آئی۔ سلامتی کونسل نے اپنے اعلامیے میں پاکستان کے اس مؤقف کو تسلیم کر لیا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ریاست کے عوام کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس مقصد کے لیے اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی استصوابِ رائے (Plebiscite) کرایا جائے گا۔

- سلامتی کونسل کی اس قرارداد کو پاکستان اور بھارت دونوں نے منظور کر لیا۔ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے پہلے حصّے پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں مقررہ تاریخ کو جنگ بندی ہو گئی اور جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی لائن کی نگرانی کے لیے اپنے مبصر مقرر کر دیے۔

بھارت کا استصوابِ رائے سے انکار (India's Refusal to Hold Plebiscite)

- ان ابتدائی مسائل کے طے ہو جانے کے بعد توقع کی جا رہی تھی کہ اقوامِ متحدہ اپنی زیرِ نگرانی کشمیر میں استصوابِ رائے کا بندوبست کرے گا۔ اقوامِ متحدہ نے اس سمت کچھ کوششیں بھی کیں لیکن اس معاملے میں بھارت کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس نے کشمیر میں آزادانہ استصوابِ رائے کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنا شروع کر دیں۔
- بھارت کو علم تھا کہ کشمیر کے عوام پاکستان ہی کے حق میں ووٹ دیں گے، لہٰذا اس نے کشمیر میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے تمام عہدوں پر اپنے لوگوں کو مقرر کرنا شروع کر دیا۔ وہاں کثیر تعداد میں فوج متعین کر دی۔ اس طرح صورتِ حال قابو میں لانے کے لیے بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتے ہوئے استصوابِ رائے سے صاف انکار کر دیا۔

اقوامِ متحدہ کے نمائندے کی آمد (The Arrival of the UN Envoy)

- سلامتی کونسل نے اپنی منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد کرانے کے لیے کئی کوششیں کیں، تاکہ بھارت کو استصوابِ رائے پر آمادہ کیا جا سکے، جس کو خود بھارت تسلیم کر چکا تھا۔
- اس مقصد کے لیے 1957ء میں اقوامِ متحدہ نے ایک نمائندے کو مسئلہ کشمیر کا جائزہ لینے کی غرض سے بھارت اور پاکستان بھیجا۔ سلامتی کونسل کے اس نمائندے کو پاکستان نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی، لیکن بھارت نے قرارداد پر عمل درآمد کے سلسلے میں کسی قسم کے تعاون سے صاف انکار کر دیا۔ وہ آج تک سلامتی کونسل کی کسی قرارداد پر عمل درآمد کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنے اس وعدے کو بھلا دیا ہے جو اس نے سلامتی کونسل اور کشمیر کے عوام سے کیا تھا۔

موجودہ صورتِ حال (Current Situation)

- مسئلہ کشمیر، پاکستان اور بھارت کے درمیان دیرینہ حل طلب تنازع ہے۔ کشمیر کے معاملے پر پاکستان اور بھارت کے مابین کئی جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی سرحد، جسے لائن آف کنٹرول کہا جاتا ہے، پر بھی گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جس میں اکثر شہری آبادی نشانہ بنتی رہتی ہے۔

مسئلہ کشمیر اب بھی جوں کا توں ہے جو عالمی امن کے لیے خطرہ ہے۔ عالمی امن برقرار رکھنے کے لیے اس کا حل ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆

(iii) پاکستان کے ترکی کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

جواب: پاکستان اور ترکی کے تعلقات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

1۔ یک جان دو قالب: ترکی اور پاکستان کے درمیان گہرے، لازوال اور بے مثال تعلقات دونوں ممالک کے عوام کے لیے ایک ایسا اثاثہ ہیں جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ موجودہ دور میں اس قسم کے تعلقات کی دنیا میں کہیں بھی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دونوں ممالک یک جان دو قالب ہیں۔

2۔ پاکستانیوں کا احترام: دنیا میں ترکی ایسا ملک ہے، جہاں پاکستان اور پاکستانی باشندوں کو اتنی عزت اور احترام حاصل ہے کہ پاکستانی یہاں پر اپنے پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

3۔ آر سی ڈی کا قیام: ترکی، پاکستان اور ایران نے مل کر ایک تنظیم علاقائی تعاون برائے ترقی یعنی آر سی ڈی 1964ء میں قائم کی تاہم 1979ء میں اس کی سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔ اس کی جگہ 1985ء میں اقتصادی تعاون کی تنظیم یا ای سی او (ECO) قائم کی گئی۔

4۔زلزلہ متاثرین کے لیے عطیات: 2005ء میں پاکستان میں شدید زلزلہ آیا تو ترک باشندوں نے دل کھول کر زلزلہ متاثرین کے لیے عطیات دیے۔ ترک ڈاکٹروں، نرسوں اور طبّی عملے اور امدادی تنظیموں نے اپنے آرام و سکون کی پرواکیے بغیر زلزلے سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال اور مدد کی۔

5۔مسئلہ کشمیر کے حل میں مددگار: مسئلہ کشمیر کے حل میں مددگار ہونے اور بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پاکستان کا بھرپور ساتھ دینے کے لحاظ سے شاید ہی کسی اور ملک نے پاکستان کی اس قدر کھل کر حمایت کی ہو، جس قدر ترکی نے کی ہے۔

☆☆☆☆☆

(iv) چین نے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ بیان کریں۔

جواب: چین نے ہمیشہ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں بھرپور ساتھ دیا ہے اور ہر مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں چین کے کردار کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

1۔مثالی حیثیت: پاک چین دوستی بین الاقوامی تعلقات میں مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ دونوں ریاستوں کی تہذیب و ثقافت میں واضح فرق ہے، مگر قومی مفادات اور کشادہ دلی نے دونوں ریاستوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب کر رکھا ہے۔ 1949ء میں چین کے قیام کے بعد پاکستان نے اسے آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔

2۔مشترکہ سرحد: ابتدا سے ہی پاک چین تعلقات خوش گوار اور تعمیری رہے ہیں۔ دونوں ممالک کی مشترکہ سرحد کی لمبائی قریباً 599 کلو میٹر ہے۔

3۔پاکستان کی تعمیر و ترقی میں کردار: پاکستان کی تعمیر و ترقی میں چین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے فراخدلی اور دلیری سے پاکستان کا ساتھ دیا۔ اس طرح ایک بڑی طاقت کا تعاون حاصل ہونے سے پاکستانیوں کے حوصلے بلند ہوئے۔

4۔دوستی کا حق: چین کو اپنے ابتدائی دور میں عالمی سطح پر مشکلات کا سامنا تھا۔ اس دور میں پاکستان نے چین کا ساتھ دیا۔ عالمی اداروں کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بھی پاکستان نے چین کی کُھلے دل سے معاونت کی جب کہ دوسری طرف امریکا اور یورپی ریاستیں اشتراکی چین کی کھلی مخالفت کر رہی تھیں، پاکستان امریکا کا اتحادی بھی تھا مگر اس کے باوجود پاکستان نے چین کے ساتھ دوستی کا حق نبھایا۔

5۔قومی تعمیر میں چین کا خصوصی کردار: چین نے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقی میں بہت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی قومی تعمیر میں چین کا خصوصی کردار رہے۔ چین نے پاکستان میں ٹینک سازی اور طیارہ سازی میں بھرپور مدد کی، جس کی وجہ سے پاکستان کی اسلحہ سازی کی صنعت نے بہت ترقی کی، اس کے علاوہ چین، پاکستان کی مختلف دفاعی منصوبہ جات میں بھی بھرپور مدد کر رہا ہے۔

6۔شاہراہِ قراقرم: پاک چین دوستی کی بہت بڑی علامت شاہراہِ قراقرم ہے۔ یہ شاہراہِ ریشم کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے سے دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ باہم تجارت اور آمدورفت کرتے ہیں۔

7۔اقتصادی راہداری منصوبہ: موجودہ دور میں چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہر عہد میں پاکستان اور چین نے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کے اقدامات کیے ہیں۔

چین اور پاکستان کا اقتصادی راہداری منصوبہ (China Pakistan Economic Corridor-CPEC)

1۔بہت بڑا تجارتی منصوبہ: چین، پاکستان اقتصادی راہداری منصوبہ بہت بڑا تجارتی منصوبہ ہے، جس کا مقصد جنوب مغربی پاکستان سے چین کے شمال مغربی علاقے سنکیانگ تک گوادر بندرگاہ، ریلوے اور موٹروے کے ذریعے سے تیل اور گیس کی کم وقت میں ترسیل ہے۔ اقتصادی راہداری دونوں ممالک کے تعلقات میں مرکزی اہمیت کی حامل تصور کی جاتی ہے۔

2۔پورے خطے کے ممالک کی معیشت: چین پاکستان کا اقتصادی راہداری منصوبہ پاکستان اور پورے خِطّے کے ممالک کی معیشت کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ منصوبہ مختلف خِطّوں کو باہمی طور پر منسلک کر کے ترقی و خوش حالی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ افغانستان میں قیامِ امن اور تعمیرِ نو کے آغاز کے پیشِ نظر اس منصوبے کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ افغانستان میں امن کے نتیجہ میں گوادر بندرگاہ سے تجارت بڑھے گی۔

3۔ پاکستان کی معیشت پر مثبت اثرات: پاکستان کی معیشت پر اس کے مثبت اثرات کی توقع کی جا رہی ہے۔ مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر سی پیک کے تحت توانائی، سڑکوں، ریل، صنعت اور سیاحت وغیرہ کے شعبوں کو ترقی ملے گی۔ ملک میں کاروباری سرگرمیاں تیز ہوں گی، معیشت مستحکم ہو گی، روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور غربت میں کمی لانے میں مدد ملے گی۔ ملکی معیشت کے مختلف شعبوں میں ترقی کے لیے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

(v) پاکستان اور امریکا کے تعلقات بیان کریں۔

جواب: پاکستان اور امریکا کے تعلقات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

1۔ قومی سلامتی اور قومی مفادات: پاکستان اور امریکا کے تعلقات کی بنیاد قومی سلامتی اور قومی مفادات کا تحفظ ہے۔ پاک امریکا تعلقات کی ابتدا اُس وقت ہوئی، جب امریکی صدر ٹرومین نے پاکستانی وزیرِاعظم لیاقت علی خان کو امریکی دورے کی دعوت دی، جسے انھوں نے قبول کر لیا۔ لیاقت علی خان نے 1950ء میں امریکا میں اپنے خطابات کے ذریعے سے پاکستان کے قیام کے مقاصد بیان کرنے کے علاوہ پاکستان کی ترقی کی ضروریات بھی بیان کیں۔ ان کا یہ دورہ کامیاب رہا۔ امریکا نے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد دی، جس سے پاکستان کی تعمیر و ترقی کے سفر میں مدد ملی۔

2۔ امریکا کے ساتھ اتحادی: 1954ء میں پاکستان نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ دفاعی معاہدے سیٹو پر دستخط کیے اور 1955ء میں پاکستان معاہدہ بغداد میں بھی امریکا کے ساتھ اتحادی بن گیا۔ یہ معاہدہ بعد میں سینٹو کہلایا۔

3۔ فوجی اور معاشی امداد: ان معاہدوں کی وجہ سے پاکستان کو فوجی اور معاشی امداد ملی۔ اس سے پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا مگر 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکا نے پاکستان کی امداد بند کر دی۔ اس کٹھن وقت میں چین، ایران اور سعودی عرب نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ 1968ء میں امریکا کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہتر ہوئے، جو کہ 1970ء تک جاری رہے۔

4۔ پاکستان کا ساتھ نہ دیا: 1971ء میں جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو امریکا نے خود کو اس سے الگ کر کے پاکستان کا ساتھ نہ دیا، جب کہ روس نے بھارت کا ساتھ دیا۔ روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو لاکھوں مہاجرین پاکستان آئے۔ اس موقع پر امریکا اور مغربی طاقتوں نے پاکستان کے ساتھ مل کر افغان عوام کی مدد کی اور روس کو افغانستان سے واپس جانا پڑا۔

5۔ افغانستان پر حملہ: 11 ستمبر 2001ء میں امریکا میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات کے بعد امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان نے امریکا کا ساتھ دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان اور امریکا کے تعلقات مزید بہتری کی طرف گامزن ہوئے۔

☆☆☆☆☆

جوابات:

(i)	(ج)	24 اکتوبر 1945ء	(ii)	(د)	رباط
(iii)	(ب)	1949ء میں	(iv)	(ج)	اقوامِ متحدہ
(v)	(الف)	ایران نے			www.notespk.com

باب نمبر 7 پاکستان کی معاشی ترقّی
Economic Development of Pakistan

مشقی سوالات

1-ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

(i) اسلام بیراج تعمیر کیا گیا:

(الف) دریائے سندھ پر (ب) دریائے چناب پر
(ج) دریائے راوی پر (د) دریائے ستلج پر

(ii) کراچی بندرگاہ کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) 1832ء میں (ب) 1842ء میں
(ج) 1852ء میں (د) 1862ء میں

(iii) معاشی ترقّی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے 1960ء میں شروع کیا گیا:

(الف) دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (ب) تیسرا پانچ سالہ منصوبہ
(ج) چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (د) پانچواں پانچ سالہ منصوبہ

(iv) پاکستان میں خوردنی نمک کے وسیع ذخائر ہیں:

(الف) خاران میں (ب) سینڈک میں
(ج) کوہستانِ نمک میں (د) لنگڑیال میں

(v) آب پاشی کے کفایتی اور جدید طریقے ہیں:

(الف) روایتی کھالوں سے آب پاشی (ب) پختہ کھالوں سے آب پاشی
(ج) فصلوں کی پٹڑی پر کاشت (د) سپرنکلر اور ڈرپ سے آب پاشی

2-درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیں:۔

(i) معاشی ترقّی کی تعریف کیجیے۔

جواب: گراہم بینک (Graham Bannock) کے الفاظ میں "معاشی ترقی، معیشت کی پیداواری صلاحیت میں ایسے لگاتار عمل کا نام ہے کہ جس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہو۔"

(ii) پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے کم ہونے کی اہم وجہ کیا ہے؟

جواب: پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کم ہونے کی اہم وجہ یہاں کے ناسازگار حالات ہیں۔ قیام پاکستان سے ہی پاکستان مختلف مسائل کا شکار رہا ہے۔ یہاں کے غیر موزوں سیاسی حالات، ناخواندگی اور توانائی کی کمی ایسے عوامل ہیں جو غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی کی اہم وجہ ہے۔

(iii) افرادی قوت سے کیا مراد ہے؟ اس میں کون کون سے لوگ شامل ہوتے ہیں؟

جواب: افرادی قوت (Labour Force) یا ورک فورس (Work Force) سے مراد 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے وہ افراد ہیں جو کمانے کے اہل ہوں۔ ان میں برسرِ روزگار اور بے روزگار دونوں طرح کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ یہ معیشت کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سارے کمانے والے لوگ، تمام بے

روزگار، پارٹ ٹائم ورکر اور تنخواہ دار لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو معیشت کو قابل فروخت اشیا و خدمات (Goods and Services) مہیا کرتے ہیں۔

(iv) دفاعی صنعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: دفاعی صنعت ملکی ضروریات کے مطابق اسلحہ، گولہ بارود اور دیگر دفاعی سامان تیار کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقّی ملک کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دفاعی صنعت کی ترقّی سے معاشی سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے اور ہزاروں افراد کو روزگار کے مواقع ملتے ہیں۔ دفاعی ساز و سامان کی درآمد میں کمی سے زرِ مبادلہ کی بچت ہوتی ہے اور ملک کے زرِ مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے اندرونِ ملک ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ بہتر ہوتی ہے۔ پاکستان کی دفاعی صنعت بڑی پرانی اور اہم ہے۔ اس میں ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا (Heavy Mechanical Complex Taxila)، پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ (Pakistan Ordinance Factories Wah Cantt) اور ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا (Heavy Industries Taxila) وغیرہ شامل ہیں۔

(v) پاکستان کی پانچ رابطہ انہار کے نام لکھیں۔

جواب: پاکستان کی پانچ رابطہ انہار کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ رسول، قادر آباد 2۔ قادر آباد، بلوکی 3۔ بلوکی، سلیمانکی 4۔ تریموں، سدھنائی 5۔ چشمہ، جہلم

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:۔ www.notespk.com

(i) ساتویں عشرے 2008ء سے 2018ء تک معاشی ترقّی کا جائزہ پیش کریں۔

جواب: ساتویں عشرے 2008ء سے 2018ء تک معاشی ترقّی کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

1- اس دور میں بجلی کی لوڈشیڈنگ میں اضافہ ہوا اور معاشی ترقّی کی شرح میں وہ اضافہ نہ ہوا، جس کی توقع کی جا رہی تھی۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور وسیلہ حق پروگرام کے ذریعے سے لوگوں کی مدد کی گئی، خواتین کی ترقّی و تحفظ اور کسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے اگرچہ متعدد اقدامات کیے گئے، مگر معاشی ترقّی کے اہداف حاصل نہ ہو سکے۔

2- اس دوران میں خام ملکی پیداوار (G.D.P) میں سالانہ اضافہ کی شرح قریباً 4.5 فی صد رہی۔ بین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمتیں گرنے سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کئی بار کم ہوئیں، لیکن اس کے ثمرات عام آدمی تک منتقل نہ ہو سکے۔ توانائی کے بحران نے صنعتی عمل کو متاثر کیا، جس سے برآمدات کا حجم سکڑ گیا۔ برآمدات میں کمی اور تجارتی خسارے میں اضافہ ہوا۔ غیر یقینی موسمیاتی صورتِ حال نے بھی زرعی شعبے کو نقصان پہنچایا، کپاس اور چاول سمیت کئی اہم فصلوں کی پیداوار کم ہو گئی۔

3- 2013ء کے انتخابات کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت کے پہلے سال 2013ء میں جی ڈی پی (G.D.P) میں اضافے کی شرح 3.7 فی صد رہی جو 2018ء میں 5.35 فی صد کی سطح پر پہنچ گئی۔ زرعی ترقّی کی شرح 2013ء میں 2.68 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 3.8 فی صد ہو گئی، صنعتی ترقّی کی رفتار 2013ء میں 4.5 فی صد سے بڑھ کر 2018ء میں 5.8 فی صد ہو گئی۔ اس دوران میں ملک پر اندرونی اور بیرونی قرضوں کا بوجھ بہت بڑھ گیا۔

4- 2018ء پاکستان میں عام انتخابات کے بعد پاکستان تحریکِ انصاف کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت نے پاکستان کی اقتصادی صورتِ حال کو بہتر بنانے، زراعت کی ترقّی اور عام آدمی کا معیارِ زندگی بہتر کرنے کے کئی منصوبے شروع کیے۔ ان میں نیا پاکستان ہاؤسنگ پروگرام، نوجوان ہنر مند پروگرام، صحت انصاف کارڈ، دیامر بھاشا ڈیم اور مہمند ڈیم کی تعمیر، احساس پروگرام اور پلانٹ فار پاکستان کے تحت 10 بلین ٹری (10 Billion Tree) کا منصوبہ وغیرہ شامل ہیں۔ صارفین کو سستی بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت نے بجلی پیدا کرنے والے آزاد اداروں (Independent Power Producers-IPP's) کے ساتھ سابقہ معاہدوں پر نظرِ ثانی کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔ حتمی معاہدہ ہونے کی صورت میں بجلی کے صارفین کو خاطر خواہ ریلیف ملنے کا امکان ہے۔

☆☆☆☆☆

(ii) دریائے سندھ پر قائم ڈیموں، بیراجوں اور انہار کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: دریائے سندھ پر قائم بیراج اور انہار کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:۔

دریائے سندھ پر قائم بیراج اور انہار (Barrages and Canals on River Indus)

1- جناح بیراج (Jinnah Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے تھل کینال نکال کر میانوالی، بھکر اور لیہ کے اضلاع کی آب پاشی کی جا رہی ہے۔

2- چشمہ بیراج (Chashma Barrage)

دریائے سندھ پر قائم اس بیراج سے ڈیرہ اسماعیل خان کو پانی فراہم کرنے کے لئے چشمہ رائٹ بینک کینال کی تعمیر کی گئی ہے، جب کہ بائیں کنارے سے چشمہ جہلم لنک کینال نکالی گئی ہے، جو آگے چل کر گریٹر تھل کینال کو پانی فراہم کرے گی جس سے لیہ، بھکر، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سیراب ہوں گے۔

3- تونسہ بیراج (Tounsa Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ پنجاب کا آخری بیراج ہے یہاں سے ڈیرہ غازی خان اری گیشن کینال، مظفر گڑھ اری گیشن کینال اور تونسہ پنجند لنک کینال نکالی گئی ہیں۔ آب پاشی انہار ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ اور راجن پور کو پانی فراہم کرتی ہیں۔ کچھی کینال بھی اسی بیراج سے نکالی جا رہی ہے۔

4- گدو بیراج (Guddu Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا پہلا بیراج ہے، یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ بلوچستان کی نصیر آباد ڈویژن اور صوبہ سندھ کے شمالی علاقوں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ رینی کینال بھی اسی بیراج کے بائیں کنارے سے نکالی جا رہی ہے۔

5- سکھر بیراج (Sukkur Barrage)

یہ صوبہ سندھ کا سب سے بڑا بیراج ہے۔ یہاں سے سات آب پاشی انہار نکالی گئی ہیں جو صوبہ سندھ اور بلوچستان کو پانی فراہم کرتی ہیں۔

6- کوٹری بیراج (Kotri Barrage)

یہ دریائے سندھ پر صوبہ سندھ کا آخری بیراج ہے۔ یہاں سے چار انہار نکال کر صوبہ سندھ کے جنوبی علاقوں کو پانی فراہم کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(iii) پاکستان کی اہم معدنیات کون کون سی ہیں؟ بیان کریں۔

جواب: معدنیات سے مراد زیرِ زمین موجود دھاتی اور غیر دھاتی اشیا ہیں۔ معدنی وسائل کسی بھی ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق جتنا زیادہ کوئی ملک معدنی وسائل کی دولت اور پیداوار سے مالا مال ہوگا، اتنا ہی وہ ملک معاشی طور پر زیادہ مضبوط سمجھا جائے گا۔ معدنیات دو اقسام کی ہوتی ہیں:۔

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)

ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

پاکستان کی اہم دھاتی اور غیر دھاتی معدنیات کی تفصیل ذیل میں پیش کی گئی ہے:۔

الف۔ دھاتی معدنیات (Metallic Minerals)

1- خام لوہا (Iron Ore)

پاکستان میں خام لوہے کی پیداوار 1957ء میں شروع ہوئی۔ کئی مقامات سے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے، جن میں کالا باغ (ضلع میانوالی) کے ذخائر بہت بڑے ہیں، لیکن کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ ڈومل نسار (چترال) کے ذخائر میں اچھی قسم کا خام لوہا دریافت ہوا ہے، لیکن ذرائع آمد و رفت میں مشکلات کے باعث معاشی لحاظ سے منافع بخش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ لنگڑیال اور چلغازی (ضلع چاغی) میں بھی خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

2- تانبا اور سونا (Copper and Gold)

تانبے اور سونے کی اہمیت اور افادیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ بلوچستان میں چاغی اور سینڈک میں سونے اور تانبے کے وسیع ذخائر دریافت ہوئے ہیں، جو دنیا میں پانچویں بڑے ذخائر ہیں، لیکن انفراسٹرکچر کی کمی، مطلوبہ مشینری کی عدم دستیابی، محدود تجربہ اور ناکافی مالی وسائل ان کے نکالنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

3- مینگانیز (Manganese)

یہ دھات بیٹری سازی، بلب بنانے، رنگ سازی اور سٹیل انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر لسبیلہ اور ضلع چاغی (بلوچستان) میں پائے جاتے ہیں۔

4- باکسائیٹ (Bauxite)

یہ قیمتی دھات ایلومینیم بنانے میں استعمال ہوتی ہے، اس کے ذخائر آزاد کشمیر میں ضلع مظفر آباد اور کوٹلی، پنجاب میں کوہستان نمک کے وسطی علاقوں میں اور بلوچستان کے ضلع لورالائی کے مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

5- کرومائیٹ (Chromite)

یہ دھات سٹین لیس سٹیل بنانے کی صنعتوں کے علاوہ فولاد سازی کی صنعتوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ مزید برآں انجینئرنگ کے آلات بنانے میں بھی کام آتی ہے۔ بلوچستان میں اس کے ذخائر مسلم باغ، لسبیلہ اور چاغی وغیرہ کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں مالاکنڈ اور مہمند ایجنسی وغیرہ میں بھی اس کے ذخائر موجود ہیں۔

ب۔ غیر دھاتی معدنیات (Non-Metallic Minerals)

1- کوئلہ (Coal)

یہ توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو حرارت فراہم کرنے کے علاوہ بجلی پیدا کرنے میں بھی کام آتا ہے۔ پاکستان میں قریباً 185 بلین ٹن کوئلے کے ذخائر موجود ہیں۔ اس کی سالانہ پیداوار بہت کم ہے کیوں کہ اس کو زمین سے نکالنے پر بھاری اخراجات خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ پاکستان میں کوئلے کا زیادہ تر استعمال تھرمل بجلی پیدا کرنے، گھروں اور بھٹہ خشت پر اینٹیں پکانے میں ہوتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں مختلف مقامات سے کوئلہ نکالا جارہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں کوہستان نمک کے علاقے میں زیادہ تر کوئلہ ڈنڈوت، پڈھ اور مکڑوال کی کانوں سے حاصل ہوتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ہنگو میں کوئلے کے ذخائر ہیں۔ بلوچستان میں خوست، شارگ، ڈیگاری، شیریں آب، مچھ بولان اور ہرنائی میں کوئلہ کی کانیں ہیں۔ سندھ میں کوئلے کے ذخائر تھر، جھمپیر، سارنگ، لاکھڑا جب کہ آزاد کشمیر میں کوئلے کے ذخائر کوٹلی اور ضلع مظفر آباد میں ہیں۔ پاکستان میں کوئلہ کے سب سے بڑے ذخائر تھر (سندھ) میں ہیں۔

2- جپسم (Gypsum)

یہ ایک بہت ہی کارآمد اور مفید پتھر ہے جو صنعت اور زراعت دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ زراعت میں اسے سیم و تھور کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کیمیائی کھاد، سیمنٹ، کاغذ اور روغن تیار کرنے کی صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ گلابی اور سفید رنگ کا جپسم صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان، میانوالی اور جہلم سے ملتا ہے۔ جپسم کے ذخائر دادو اور سانگھڑ (سندھ)، کوئٹہ اور سبی (بلوچستان) اور کوہاٹ (خیبر پختونخوا) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

3- خوردنی نمک (Rock Salt)

نمک انسانی ذائقے کا ایک اہم عنصر ہے جو خوراک کے علاوہ سوڈاایش، کاسٹک سوڈا، سوڈیم بائی کاربونیٹ، ٹیکسٹائل مل اور چمڑے وغیرہ کی صنعتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان خوردنی نمک کی پیداوار میں خود کفیل ہے، کوہستان نمک (Salt Range) میں پائی جانے والی کھیوڑہ کی نمک کان کوالٹی اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا کی چند بڑی کانوں میں شمار کی جاتی ہے۔ کھیوڑہ کے علاوہ واڑچھا، کالا باغ اور بہادر خیل (میانوالی) میں بھی نمک کی کانیں موجود ہیں۔

4- سنگِ مرمر (Marble)

اسے عمارات کی تزئین و آرائش کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ سنگِ مرمر کے زیادہ تر ذخائر صوبہ خیبر پختونخوا میں صوابی، سوات، جب کہ بلوچستان میں چاغی کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔ آزاد کشمیر کے اضلاع میر پور اور مظفر آباد میں بھی سنگِ مرمر پایا جاتا ہے۔

5- چونے کا پتھر (Lime Stone)

یہ زیادہ تر سیمنٹ بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس کے بڑے ذخائر کوہستان نمک، سطح مرتفع پوٹھوار، داؤد خیل، زندہ پیر اور مارگلہ کی پہاڑیاں ہیں۔ اس کے علاوہ پیڑو مغل کوٹ (ڈیرہ اسماعیل خان) کوہاٹ، نوشہرہ، منگھ پیر، روہڑی (صوبہ سندھ) اور بلوچستان میں ہرنائی کے پہاڑوں سے بھی چونے کا پتھر ملتا ہے۔

6- گندھک (Sulphur)

اس دھات کو زیادہ تر رنگ روغن، کیمیائی کھاد، مصنوعی ریشے اور دھماکہ خیز مواد کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ گندھک زراعت کے شعبے میں سیم و تھور کے خاتمے اور گندھک کا تیزاب بنانے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر بلوچستان کے ضلع چاغی میں پائے جاتے ہیں۔

-7 چینی مٹی (China Clay)

یہ چینی مٹی زیادہ تر صنعت میں استعمال کی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ برتن بنانے اور فولاد پگھلانے والی بھٹیوں کے علاوہ تیل صاف کرنے اور سٹیل کے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہے۔

معدنی شعبے کی اہمیت (Importance of Mineral Sector)

معدنی شعبے کو ترقّی دینا انتہائی ضروری ہے کیوں کہ اس سے اندرونِ ملک ملازمت کے مواقع پیدا ہونے کے علاوہ سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، مقامی صنعت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے مالیات میں اضافہ ہوتا ہے، قومی اور فی کس آمدنی بڑھتی ہے، درآمدات میں کمی اور برآمدات میں اضافہ ہونے سے تجارتی توازن بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے اور کاروباری سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(iv) ملکی زراعت کو درپیش مسائل اور ان کے حل پر بحث کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین زرخیز زمین، مثالی نہری نظام آب پاشی، پہاڑوں پر ہونے والی برف باری اور بارش، رواں دواں رہنے والے چشمے، ندی نالے اور دریاؤں کے ساتھ ساتھ گرمی، سردی، بہار اور برسات جیسے خوب صورت موسموں سے بھی نوازا ہے۔ افرادی قوت کی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں۔ یہ سب باتیں اس امر کی دلیل ہیں کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار کئی ترقّی پذیر ممالک سے بھی کم ہے۔

زراعت کے مسائل (Problems in Agriculture)

ملکی زراعت کو اس وقت درج ذیل مسائل کا سامنا ہے، جو پیداوار بڑھانے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں:۔

-1 پانی کی کمی اور ناقص نظام آب پاشی
(Shortage of Water and Inefficient Irrigation System)

نئے ڈیموں کی تعمیر میں غیر ضروری تاخیر سے پانی کی کمی کا مسئلہ کافی سنگین ہو چکا ہے۔ جتنا پانی دریاؤں سے نہروں اور کھالوں میں داخل ہوتا ہے، اس میں سے پانی کا صرف 40 فی صد حصّہ فصلوں کے کام آتا ہے، جب کہ باقی پانی نہروں، کھالوں اور ناہموار کھیتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے نہ صرف مطلوبہ پیداوار نہیں ملتی، بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر آب پاشی کے وسائل میں مناسب اضافہ نہ ہوا اور نظامِ آب پاشی سے پانی کا ضیاع اسی طرح جاری رہے تو پانی کی کمی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

-2 کھیتوں کا ناہموار ہونا (Uneven Fields)

ہمارے کھیتوں کی اکثریت ناہموار ہے جن میں نہ صرف زرعی مداخل یعنی پانی، بیج اور کھاد وغیرہ ضائع ہوتے ہیں اور پیداوار کم حاصل ہوتی ہے بلکہ زمین کی پیداواری صلاحیت بھی بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے۔

-3 کھاد، بیج اور ادویات کا مہنگی ہونا (Costly Fertilizer, Seed and Pesticides etc.)

بہترین پیداواری بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ جیسی چیزیں نہ صرف بہت مہنگی ہیں، بلکہ فصل کی بوائی کے وقت کاشت کاروں کی ضرورت کے مطابق دستیاب بھی نہیں ہوتیں۔

-4 عالمی منڈیوں تک کم رسائی (Inadequate Access to Global Markets)

عالمی منڈیوں تک رسائی کم ہونے سے زرعی برآمدات کی مناسب قیمت نہیں ملتی۔

-5 قانونِ وراثت (Inheritance Law)

قانونِ وراثت کے نتیجے میں کاشت کاروں کے ملکیتی قطعات اراضی تقسیم در تقسیم کے نتیجے میں روز بہ روز چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں، جن پر جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔

6- زیرِ کاشت زمین میں اضافہ نہ ہونا (No Increase in Cultivated Land)

گزشتہ لگ بھگ دو دہائیوں سے ہمارا زیرِ کاشت رقبہ جوں کا توں ہے اور اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو رہا، حالانکہ اس دوران میں آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس وقت ملک میں کم و بیش 8 ملین ہیکٹر قابلِ کاشت زمین موجود ہے، لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے کاشت نہیں کیا جا سکتا۔

7- کاشت کاروں کا ناخواندہ ہونا (Illiteracy in Farmers)

کاشت کار ناخواندہ یا کم پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

8- سیم و تھور کا مسئلہ (Waterlogging and Salinity Problem)

ہمارا وسیع رقبہ سیم و تھور کی زد میں ہے، مناسب سدِ باب نہ ہونے کی وجہ سے آئندہ سالوں میں مزید بڑھ سکتا ہے۔

9- سٹوریج کی ناکافی سہولتیں (Insufficient Storage Facilities)

سٹوریج کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے بہت سی پیداوار ضائع ہو جاتی ہے۔

10- مسلسل کاشت سے زمینوں کی پیداواری صلاحیت میں کمی

(Decrease in Productivity of Land due to Continuous Cultivation)

بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمینوں پر مسلسل کاشت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ زمینوں میں نامیاتی مادہ (Organic Matter) بھی کم ہو گیا ہے، جس سے اُن کی پیداواری صلاحیت میں آہستہ آہستہ کمی آ رہی ہے۔

11- کاشت کاروں میں زمین اور پانی کے تجزیے کا رواج نہ ہونا

(Lack of Soil and Water Analysis Practice among Farmers)

ہمارے کاشت کاروں کی اکثریت زمین اور ٹیوب ویلوں کے پانی کے تجزیے کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتی، جس سے نہ صرف ہمارے زرعی وسائل ضائع ہوتے ہیں، بلکہ ان سے بھرپور استفادہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور زمین کی پیداواری صلاحیت میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

12- کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں کی کمی

(Lack of Coordination between Farmers and Related Departments)

کاشت کاروں اور متعلقہ محکموں میں رابطوں میں کمی پائی جاتی ہے۔

13- فصلوں کی بیماریاں، سیلاب اور دوسری قدرتی آفات

(Crop Diseases, Floods and other Natural Calamities)

قدرتی آفات، جیسے: فصلوں کی بیماریاں، ٹڈی دَل، زلزلے اور سیلاب وغیرہ بعض اوقات ملک کو غذائی بحران سے دوچار کر دیتے ہیں۔

14- قرضہ کی ناکافی سہولتیں (Inadequate Credit Facilities)

زرعی پسماندگی کی ایک اہم وجہ بروقت مطلوبہ قرضہ کی عدمِ فراہمی بھی ہے۔ کسانوں کو بروقت اور کم شرحِ سود پر قرضہ کی فراہمی سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔

زرعی مسائل کا حل (Solution of Agricultural Problems)

پاکستان میں زرعی مسائل کو حل کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:۔

1۔ڈیموں کی تعمیر: پانی کی کمی کو پورا کرنے اور پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے نئے ڈیموں کی تعمیر۔

2۔جدید مشینری کا استعمال: زراعت میں جدید مشینری یعنی ٹریکٹر، ڈرل اور کمبائن ہارویسٹر وغیرہ کا استعمال۔

3۔لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی: ناہموار کھیتوں کو ہموار بنانے کے لیے لیزر لینڈ لیولنگ ٹیکنالوجی (Laser Land Levelling Technology) کا فروغ۔

4۔پختہ کھالوں سے آب پاشی: روایتی کھالوں کی بجائے اصلاح کردہ (پختہ) کھالوں سے آب پاشی کرنا۔

5۔جدید طریقوں کا استعمال: آب پاشی کے لیے سپر نکلر اور ڈرپ اری گیشن (Sprinkler and Drip Irrigation) جیسے کفایتی اور جدید طریقوں کا استعمال۔

6۔ جدید ٹیکنالوجی: کاشت کاروں کی جدید ٹیکنالوجی سے متعلق تربیت۔

7۔پٹڑی پر کاشت: فصلوں کی پٹڑیوں (کھیلیوں) پر کاشت۔

8۔پودوں کی فی ایکڑ تعداد: پودوں کی فی ایکڑ تعداد کو پورا رکھنا۔

9۔ نفع بخش فصلوں کی کاشت: مارکیٹ کی طلب کے مطابق نفع بخش فصلوں کی کاشت۔

10۔ون ونڈو آپریشن: زرعی قرضہ کے نظام میں بہتری کے لیے ون ونڈو آپریشن (One Window Operation) کا فروغ۔

11۔زرعی رہنمائی: ماہرین کی ہدایات کے مطابق بیجوں کی نئی اقسام، کھاد اور کیڑے مار ادویات کا متناسب استعمال۔

12۔ایک کھال سے آب پاشی: جہاں ممکن ہو سکے بہت سے کھالوں کے بجائے ایک ہی کھال سے پورے فارم کی آب پاشی۔

13۔ٹنل فارمنگ ٹیکنالوجی: بے موسمی پھلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لیے ٹنل فارمنگ ٹیکنالوجی (Tunnel Farming Technology) کا استعمال۔

14۔پانی کا تجزیہ کروانا: زرعی ماہرین کی ہدایات کی روشنی میں زیر کاشت رقبہ اور ٹیوب ویلوں کے پانی کا تجزیہ کروانا۔

☆☆☆☆☆

(v) فصلوں کی پیداوار میں اضافے سے معیشت پر ہونے والے مثبت اثرات کا جائزہ لیں۔

جواب: گندم، گنا، چاول، کپاس اور مکئی ہماری اہم فصلیں ہیں جن پر پاکستان کی معیشت، برآمدات اور زرِ مبادلہ کا بڑا انحصار ہے۔

1۔گندم (Wheat)

یہ پاکستان کی بڑی اہم غذائی فصل ہے، جو ملک کے چاروں صوبوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں گندم کی سالانہ پیداوار قریباً 25 ملین ٹن ہے۔ سب سے زیادہ گندم بالترتیب صوبہ پنجاب اور سندھ میں کاشت کی جاتی ہے۔ صوبہ پنجاب میں ملتان، خانیوال، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان، صوبہ سندھ میں سکھر، حیدر آباد، نواب شاہ اور خیر پور، صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور، بنوں، چارسدہ اور مردان جب کہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد، خضدار، لورالائی اور قلات وغیرہ پاکستان میں گندم کی پیداوار کے اہم علاقے ہیں۔

2۔چاول (Rice)

چاول پاکستان کی دوسری اہم غذائی فصل ہے جو غذائی ضروریات کے علاوہ زرمبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ 2019-20ء میں چاول کا زیرِ کاشت رقبہ تقریباً 3 ملین ہیکٹر تھا، جس سے 74 لاکھ ٹن سے زائد پیداوار حاصل ہوئی، جب کہ فی ہیکٹر پیداوار 2450 کلو گرام سے کم رہی، جو دنیا کے بیشتر ترقّی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے۔

پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے اضلاع گوجرانوالہ، حافظ آباد، شیخوپورہ، سیالکوٹ، نارووال، قصور، لاہور اور اوکاڑہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ میں سکھر، لاڑکانہ، گدو اور کوٹری بیراج کے نہری علاقے چاول کی کاشت کے لیے مشہور ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور اور کرم ایجنسی کے علاوہ صوبہ بلوچستان میں نصیر آباد کے علاقے میں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

3۔کپاس (Cotton)

2019-20ء میں پاکستان میں کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 25 لاکھ 27 ہزار ہیکٹر تھا، جس سے پیداوار کا تخمینہ 92 لاکھ گانٹھیں لگایا گیا۔ پاکستان میں کپاس کی کاشت صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاش علاقوں میں ہوتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس کی کاشت بہت تھوڑے رقبہ پر ہوتی ہے۔
صوبہ پنجاب میں وسطی اور جنوبی پنجاب کا علاقہ کپاس کے لیے بڑا مشہور ہے جب کہ سندھ کے اضلاع حیدر آباد، بدین، سکھر، ٹھٹھہ، نواب شاہ، نوشہرو فیروز، گھوٹکی اور تھرپارکر کپاس کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان، جب کہ بلوچستان میں جعفر آباد، نصیر آباد اور قلات

ڈویژن کے نہری علاقوں میں کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ ہماری فی ہیکٹر پیداوار لگ بھگ 700 کلو گرام، جب کہ چین اور بھارت کی بالترتیب 1700 اور 1200 کلو گرام ہے، جس میں اضافہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پاکستان کپاس اور اس سے بنی مصنوعات کی برآمد سے ہر سال اربوں روپے کا زرِ مبادلہ کماتا ہے۔

4۔ گنا (Sugarcane)

اس سے سفید چینی، گڑ اور شکر تیار کی جاتی ہے۔ پاکستان میں ہر سال اوسطاً ایک ملین ہیکٹر رقبے پر گنا کاشت کیا جاتا ہے۔ اوسطاً مجموعی ملکی پیداوار 71 ملین ٹن اور فی ہیکٹر اوسطاً پیداوار 61 ہزار کلو گرام ہے جو دنیا کے بیشتر ترقّی پذیر ممالک کے مقابلہ میں کافی کم ہے۔ صوبہ پنجاب اور سندھ کے نہری آب پاشی والے علاقوں کے علاوہ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور، مردان اور چارسدہ میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس وقت گنے کی مجموعی پیداوار طلب کے مقابلہ میں کم ہے جس سے ہمیں چینی درآمد کرنا پڑتی ہے۔

5۔ مکئی (Maize)

مکئی خریف کی ایک اہم فصل ہے، جسے غذائی مقاصد اور جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر کوہستان کے دامنی علاقوں، پشاور اور مردان کے میدانی اور پنجاب میں پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سرگودھا، مظفر گڑھ، جھنگ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور اوکاڑہ کے علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ پاکستان میں مکئی کی کل اوسط سالانہ پیداوار قریباً 6 ملین ٹن ہے۔ اس سے کارن آئل، کسٹرڈ پاؤڈر، پوپ کارن اور جیلی وغیرہ بھی بنائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(vi) پاکستان کے تجارتی خسارہ میں اضافے کی اہم وجوہات کا جائزہ لیں اور اس کو کم کرنے کے حوالے سے اقدامات بیان کریں۔

جواب: اگر کسی ملک کی برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہوں تو وہ ملک تجارتی خسارے کی زد میں آجائے گا، اگر یہ خسارہ ہر سال بڑھتا جائے تو ایسے ملک کے لیے لمحہ فکریہ ہوگا۔ ترقّی پذیر ممالک کی اکثریت خسارہ میں رہتی ہے، کیوں کہ یہ اپنی اشیا سستی بیچتے ہیں اور ضرورت کی اشیا مہنگی خریدتے ہیں۔ پاکستان بھی ایسے ممالک کی صف میں شامل ہے جو تجارت میں عدم توازن کا شکار ہیں۔ ہمارا تجارتی خسارہ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ تجارتی خسارہ بڑھنے کی اہم وجوہات یہ ہیں:-

1- ملکی درآمدات کے مقابلے میں برآمدات میں بہت زیادہ کمی۔

2- درآمدی قیمتوں کے مقابلے میں برآمدی قیمتوں کا کم ہونا۔

3- امریکی ڈالر کے مقابلے میں ملکی کرنسی کی قیمت کا کم ہونا۔

4- کووڈ-19 (COVID-19) کے پوری دنیا پر اور بالخصوص ترقّی پذیر ممالک پر بُرے اثرات۔

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے اقدامات (Measures to Reduce Trade Deficit)

تجارتی خسارہ کم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی ضرورت ہے:-

1- درآمدات میں کمی کرنا اور روپے کی قیمت کو مستحکم رکھنا۔

2- برآمدات میں اضافہ کرنا اور خام مال کے بجائے اشیا تیار کر کے باہر بھیجنا۔

3- نئی سے نئی منڈیاں تلاش کرنا، اشیا کی کوالٹی، پیکنگ، گریڈنگ اور ترسیل کو بہتر بنانا۔

4- توانائی کی کم قیمت پر اور مسلسل فراہمی۔

5- تجارت کے حجم میں اضافہ کرنا اور غیر روایتی اشیا کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرنا۔

☆☆☆☆☆

(vii) پاکستان میں چھوٹی صنعت کو فروغ دے کر غربت میں کیسے کمی لائی جا سکتی ہے؟

جواب: چھوٹی صنعت سے مراد ایسی صنعت ہے، جس کے لیے کوئی بھاری مشینری درکار نہ ہو۔ چھوٹی صنعتوں میں مرغی خانہ، ڈیری فارمنگ، مچھلی پالنا، پاور لومز، کھیلوں کا سامان تیار کرنا اور آٹے کی مشینیں اور چاول چھڑنے کے شیلر وغیرہ شامل ہیں۔

چھوٹی صنعت کے مسائل (Problems of Small Industry)

اس صنعت کے اہم مسائل درج ذیل ہیں:-

1- لوگوں کا ان پڑھ یا کم پڑھا لکھا ہونا، جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کر سکنا۔

2- مارکیٹ کی طلب کے مطابق اشیا میں جِدّت کا نہ ہونا اور ان کے معیار میں کمی ہونا۔

3- بڑی صنعتوں سے مقابلہ اور منڈیوں تک رسائی میں مشکلات۔

4- بجلی، گیس اور توانائی کے دوسرے وسائل کے حصول میں مشکلات۔

5- بینک سے قرض کے حصول اور بیرونِ ملک فنی سہولتوں کے حصول میں دُشواری۔

6- اپنی اشیا یا مصنوعات کی مناسب مارکیٹنگ نہ کر سکنا۔

چھوٹی صنعت کے مسائل حل کرنے کے لیے سمال انڈسٹریز کارپوریشن قائم ہے، جس کا مقصد چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے قرضہ جات اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں پیش رکاوٹوں کو دور کرنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی معاشی ترقی کے لیے چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے معیار کو بلند کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

(viii) توانائی کے وسائل کو بڑھانے کے لیے تجاویز پیش کریں۔

جواب: توانائی، معاشی ترقّی کے لیے بنیادی عنصر کے طور پر کام کرتی ہے۔ ایک ایسے ترقّی پذیر ملک کے لیے جس کی آبادی کی شرح افزائش بہت زیادہ ہو، ضروری ہے کہ وہ اپنے توانائی کے وسائل کی پیداوار اور ملکی ضروریات کے مابین توازن رکھے، کیوں کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ بے پناہ مسائل سے دوچار ہو سکتا ہے۔ وسائل توانائی کی درج ذیل چار اقسام ہیں:۔

1۔ بجلی 2۔ گیس 3۔ معدنی تیل 4۔ کوئلہ

1- بجلی (Electricity)

بجلی توانائی کا ایک اہم ذریعہ ہے جو صنعتی اور گھریلو ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار (فی صد) کو درج ذیل گوشوارے سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پن بجلی	30.9 فی صد
تھرمل بجلی	58.4 فی صد
ایٹمی بجلی	8.2 فی صد
دوسرے ذرائع (شمسی اور ہوائی بجلی وغیرہ)	2.4 فی صد
کل	100 فی صد

پاکستان میں بجلی کی صورتِ حال میں کافی بہتری آئی ہے۔ حکومت نے بند انڈسٹری کو کھولنے کی طرف بھرپور توجہ دی ہے، جس سے انڈسٹری کی رونقیں پھر سے بحال ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اس وقت بجلی کے شعبے کو درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

1- بجلی کے نصب پلانٹ کی پیداواری صلاحیت کے مطابق بجلی پیدا نہیں کی جا رہی ہے اور جتنی بجلی پیدا ہو رہی ہے وہ بھی بجلی کے خراب اور پرانے ترسیلی نظام کی نذر ہو کر کافی حد تک ضائع ہو رہی ہے۔

2- ہائیڈل پاور (آبی بجلی) پانی کی مرہونِ منت ہوتی ہے جو ڈیموں میں پانی کی کمی بیشی سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ چناں چہ ڈیموں میں پانی کی شدید کمی کی بنا پر پیداواری صلاحیت سے کہیں کم پن بجلی پیدا ہو رہی ہے۔

3- فرنس آئل مہنگا ہونے کی وجہ سے بجلی مہنگی تیار ہو رہی ہے۔

4- گذشتہ عشرے میں ملک میں بھاری سرمایہ کاری کی وجہ سے صنعتی یونٹوں میں کافی اضافہ ہو گیا، لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار نہ بڑھائی جا سکی۔

5- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بجلی کا استعمال زیادہ تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں اسی شرح سے اضافہ نہیں ہو رہا۔

6- حکومت آزاد پرائیویٹ اداروں (IPP's) سے بجلی خریدتی ہے، جو ہائیڈل پاور کی نسبت مہنگی پڑتی ہے۔ حکومت کو زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر ان خود مختار اداروں سے کامیاب مذاکرات کیے، جن کے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

7- لائن لاسز (Line Losses)، انفراسٹرکچر کے نقائص اور چوری ہونے کی وجہ سے بھی کافی بجلی ضائع ہو جاتی ہے۔

بجلی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تجاویز (Suggestions to Solve Electricity Problem)

1- پن بجلی (Hydel Power) کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بالخصوص کوئلے سے بھی بجلی پیدا کی جائے، کیوں کہ یہ ہمارے پاس لگ بھگ 185 بلین ٹن کی شکل میں موجود ہے۔ اس شعبے سے وابستہ کچھ ماہرین کے مطابق ان ذخائر سے 50 ہزار میگاواٹ سالانہ تک بجلی پیدا کی جاسکتی ہے جو اگلے لگ بھگ 500 سالوں تک ہماری صنعتی اور گھریلو ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ مزید برآں ہم زائد بجلی ہمسایہ ممالک کو برآمد کر کے کثیر زرِ مبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

2- کوئلے کے علاوہ ہوا (Wind) اور سورج کی روشنی سے بھی بجلی (Solar Energy) پیدا کی جارہی ہے اور حکومت بھی ان ذرائع سے بجلی کے حصول کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ موجودہ دور میں بجلی کے ان ذرائع کی استعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

3- بائیو گیس اور بائیو فیول کو استعمال کر کے بھی بجلی کی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ شہروں کا کوڑا کرکٹ اور زرعی فالتو مواد کو بروئے کار لا کر 5 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔

4- دفاتر میں ایئر کنڈیشنر (Air Conditioner) پر مخصوص اوقات میں پابندی لگا کر بجلی کی صورتِ حال بہتر بنائی جاسکتی ہے۔

5- گھریلو اور کمرشل استعمالات کے لیے ہر قسم کے بلب اور ٹیوب لائٹس کے استعمال پر پابندی لگا کر اور اس کی جگہ وافر مقدار میں سستے انرجی سیور (Energy Saver) اور ایل ای ڈی (LED) بلب کی مدد سے بھی بجلی بچائی جاسکتی ہے۔

6- شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے مقررہ اوقات پر سختی سے عمل کروا کر صورتِ حال میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔

7- الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر "بجلی بچاؤ" مہم چلا کر بجلی کے ضیاع میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

2- گیس (Gas)

قدرتی گیس ایک صاف شفاف ماحول دوست اور مستعد انرجی کا ذریعہ ہے۔ پاکستان میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ 1952ء میں سوئی (بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہوا، تاہم گیس کے ذخائر ملک میں وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں۔ زیریں سندھ، بلوچستان، سطح مرتفع پوٹھوار اور کوہستان نمک کے علاقوں سے بھی گیس دریافت ہوئی ہے۔ سُوئی، ماڑی اور قادر پور کے قدرتی گیس کے ذخائر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں قدرتی گیس کی اوسط روزانہ پیداوار چار بلین مکعب فٹ سے زائد ہے۔ اس سے قریباً 38 فی صد سے زائد ملکی توانائی کی ضروریات پوری کی جارہی ہیں۔ قدرتی گیس، توانائی کا نہایت ارزاں اور صاف ستھرا ذریعہ ہے جو کوئلے اور معدنی تیل کا بہترین نعم البدل ہے۔ قدرتی گیس گھریلو استعمال کے علاوہ کھاد، ریان، پلاسٹک اور بہت ساری دوسری صنعتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ گیس کی سب سے زیادہ کھپت تھرمل بجلی پیدا کرنے اور گھریلو استعمال میں ہے، جب کہ کھاد بنانے اور دوسری صنعت میں بھی ایک تہائی سے زائد گیس صرف ہو جاتی ہے۔

گیس کی طلب میں تیزی سے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے حکومت لوڈشیڈنگ پر مجبور ہے۔ وزارتِ پٹرولیم کے مطابق گیس کی طلب میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ گیس کی درآمد کو کم کرنے کے لیے شیل گیس (Shale Gas) کے ذخائر کو قابلِ استعمال بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے گیس کی فراہمی کو بہتر نہ بنایا اور اسے سوچ سمجھ کر استعمال نہ کیا تو بجلی کی طرح گیس کے سلسلے میں بھی بہت بڑے بحران کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چناں چہ حکومت معاملے کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے کئی تجاویز پر بھی غور کر رہی ہے جن سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی گیس کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

3- معدنی تیل (Mineral Oil)

معدنی تیل توانائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ معدنی تیل کی دریافت 1968ء میں ہوئی۔ زیریں سندھ، کوہستان نمک، پوٹھوار اور کوہِ سلیمان کا دامنی علاقہ معدنی تیل کی پیداوار کے لیے بڑا اہم ہے۔ معدنی تیل کی طلب میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں معدنی تیل کا سالانہ استعمال لگ بھگ 20 ملین ٹن ہے جس میں سے 8 ملین ٹن ہر سال باہر سے درآمد کرتے ہیں جب کہ باقی ضروریات اندرونِ ملک پیداوار سے پوری کرتے ہیں۔ چناں چہ طلب اور رسد کے فرق کو پورا کرنے کے لیے تیل درآمد کرنا پڑتا ہے جس پر بہت سا زرِ مبادلہ صرف کرنا پڑتا ہے، لہٰذا معدنی تیل کے علاوہ ایتھنول (Ethanol) کی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پٹرولیم

مصنوعات کی طلب میں اضافے کی بنیادی وجہ فرنس آئل سے بجلی بنانا ہے، جس میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ملکی توانائی کی قریباً 40فی صد ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہیں۔

4- کوئلہ (Coal)

عالمی سطح پر پٹرول اور اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں تیزی کا رجحان ہے، جس سے دنیا توانائی کے دوسرے طریقے ڈھونڈنے پر مجبور ہے، کوئلہ ان میں سے ایک ہے۔ اس وقت دنیا میں لگ بھگ 28 فی صد توانائی کوئلے سے حاصل کی جارہی ہے۔ پاکستان میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں، لیکن ان سے بہت کم استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تھر کوئلے کے ذخائر سے استفادے کے لیے بہت سے منصوبے کام کر رہے ہیں لیکن ان منصوبوں کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆

(ix) بین الاقوامی تجارت کے لیے پاکستان کی بندرگاہیں اور خشک گودیاں کیوں ضروری ہیں؟

جواب: پاکستان کی بڑی بندرگاہوں میں کراچی، پورٹ قاسم اور گوادر شامل ہیں۔ ان کی اہمیت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔

1۔ مرکزی حیثیت: پاکستان کو تجارتی نقطہ نگاہ سے بین الاقوامی سطح پر مرکزی حیثیت (Hub) حاصل ہو گئی ہے، کیوں کہ یہ بندرگاہیں تجارتی سرگرمیوں کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

2۔ برآمد اور درآمد: دوسرے ذرائع سے جو سازوسامان برآمد اور درآمد کرنا مشکل ہے، وہ بندرگاہوں کی وجہ سے آسان ہو گیا ہے۔

3۔ تجارتی سرگرمیاں: بندرگاہیں تجارتی سرگرمیاں بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

4۔ زرِمبادلہ: بندرگاہیں ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

5۔ روزگار کے مواقع: بندرگاہیں روزگار کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

6۔ تجارتی روابط میں اضافہ: بندرگاہوں کی وجہ سے بیرونی دنیا سے تجارتی روابط میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

7۔ ملکی مالیات میں اضافہ: بندرگاہیں ملکی مالیات میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

8۔ سرمایہ کاری: بندرگاہیں سرمایہ کاری بڑھانے کے مواقع میں اضافہ کرتی ہیں۔

کراچی بندرگاہ (Karachi Port)

یہ پاکستان کی اہم ترین اور سب سے پرانی بندرگاہ ہے جس کا عرصہ قیام ڈیڑھ سو سال سے بھی پرانا ہے۔ 1852ء میں کراچی میونسپلٹی نے باقاعدہ طور پر اس کی بنیاد رکھی۔ ابتدا میں اس کا دائرہ کار محدود تھا، جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ کراچی بندرگاہ کا شمار دنیا کی اہم بندرگاہوں میں کیا جاتا ہے، جہاں مال اُتارنے اور لوڈ کرنے کی جدید سہولتیں موجود ہیں اور جدید انٹرنیشنل کنٹینر ٹرمینل (International Container Terminal) بھی تعمیر کیے گئے ہیں، جو جدید ترین دیو ہیکل کنٹینر کرینوں سے لیس ہیں۔ حکومت اسے مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

محمد بن قاسم بندرگاہ، کراچی (Muhammad Bin Qasim Port)

یہ پاکستان کی دوسری اہم بڑی بندرگاہ ہے جو پاکستان اسٹیل ملز کے نزدیک ہی بنائی گئی ہے، تاکہ سٹیل ملز کی ضروریات کی تکمیل میں آسانی رہے۔ بن قاسم بندرگاہ پر خام لوہے اور کوئلے کے لیے خاص ٹرمینل تعمیر کیے گئے ہیں جو سٹیل مل کی خاطر بنائے گئے ہیں، جہاں بیرونی ممالک سے سٹیل مل کے لیے آنے والا خام لوہا اور کوئلہ اُتارا جاتا ہے۔

بن قاسم بندرگاہ ملک کی 40فی صد جہاز رانی کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ ٹرمینل پر یومیہ 70 ٹن کوئلہ فی گھنٹا اور اتنا ہی خام لوہا اُتارنے کی گنجائش موجود ہے۔ یہاں کنٹینر (Container) اور آئل ٹرمینل (Oil Terminal) کے ساتھ ساتھ کئی دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں۔

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port)

گوادر بندرگاہ (Gawadar Port) پاکستان کے صوبے بلوچستان کے شہر گوادر میں بحیرہ عرب پر واقع ایک گہرے سمندر کی بندرگاہ ہے۔ اس اہم بندرگاہ کا افتتاح 20 مارچ 2007ء کو ہوا۔ یہ بندرگاہ مشرقی اور وسط ایشیائی ریاستوں کے لیے سمندری رابطے کا بڑا آسان ذریعہ ہے۔

اس پورٹ کے ذریعے سے یوریا کھاد، گندم اور کوئلہ اور دیگر اشیا کی تجارت شروع ہوگئی ہے۔امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں چین پاکستان راہداری کے تحت شروع ہونے والے منصوبوں کی تکمیل سے گوادر کی بندرگاہ کو دنیا بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے گی، جس سے پاکستان کی معاشی حالت میں بہتری آئے گی۔

پاکستان کی خشک گودیاں (Dry Ports of Pakistan)

پاکستان میں سمندری بندرگاہوں کے علاوہ کئی خشک گودیاں (Dry Ports) بھی تعمیر کی گئی ہیں۔یہ لاہور، کراچی، سیالکوٹ، پشاور، ملتان، کوئٹہ، سوات، سمبڑیال اور فیصل آباد وغیرہ میں بنائی گئی ہیں۔

ان خشک گودیوں کے بنانے سے روزگار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔بندرگاہوں پر بوجھ میں کمی آجاتی ہے۔سامان کی ترسیل اور نقل و حمل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں کمی آجاتی ہے اور تجارتی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

جوابات:					
(i)	(د)	دریائے ستلج پر	(ii)	(ج)	1852ء میں
(iii)	(الف)	دوسرا پانچ سالہ منصوبہ	(iv)	(ج)	کوہستانِ نمک میں
(v)	(د)	سپرنکلر اور ڈرپ سے آب پاشی	www.notespk.com		

باب نمبر 8 آبادی، معاشرہ اور پاکستان کی ثقافت
Population, Society & Culture of Pakistan

مشقی سوالات

1-ہر سوال کے چار جواب دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) پشتو زبان کے شاعر ہیں:

(الف) خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (ب) غلام احمد مہجور
(ج) خوش حال خاں خٹک (د) بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(ii) سپریم کورٹ کے جج رہے:

(الف) پیٹر کرسٹی (ب) ڈاکٹر روتھ فاؤ
(ج) ولیم ڈی ہاروے (د) بدیع الزمان کیکاؤس

(iii) آبادی کے کوائف جاننے کے عمل کو کہتے ہیں:

(الف) نقل مکانی (ب) انتقالِ اراضی
(ج) اشتمالِ اراضی (د) مردم شماری

(iv) 12 ربیع الاول کو اسلامی تہوار منایا جاتا ہے:

(الف) معراج النبی ﷺ (ب) جشن میلاد النبی ﷺ
(ج) عید الفطر (د) شبِ برات

(v) 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد تھی:

(الف) قریباً 40 ملین (ب) قریباً 50 ملین
(ج) قریباً 60 ملین (د) قریباً 70 ملین

2-مختصر جواب دیں: www.notespk.com

(i) پانچ قومی تعلیمی مسائل تحریر کریں۔

جواب: شعبۂ تعلیم میں پاکستان میں درج ذیل مسائل کا سامنا ہے:۔

1۔کم شرحِ خواندگی 2۔ناقص امتحانی نظام 3۔محدود تعلیمی وسائل
4۔اساتذہ کی کمی 5۔تدریسی ساز و سامان کی کمی

(ii) صنفی امتیاز کی تعریف کریں۔

جواب: انسانی معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ قدرت نے مرد و خواتین کے الگ الگ کردار بنائے، جس کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کو آگے بڑھانا تھا۔ ترقّی کرنا اور آگے بڑھنا انسان کی صفت میں شامل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ اب معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقّی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔

(iii) ہم نصابی سرگرمیوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہم نصابی سرگرمیوں سے مراد ہے کھیلیں، مباحثے، مشاعرے، تقاریر، مذاکرے اور مطالعاتی دورے وغیرہ۔ یہ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مددگار ہوتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مناسب سہولتیں موجود نہ ہیں، جس کی وجہ سے کئی باصلاحیت طلبہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

(iv) کوئی سے تین پنجابی شعرا کے نام لکھیں۔

جواب: تین پنجابی شعرا کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ 2۔ شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ 3۔ سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ

(v) آبادی اور وسائل کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں آبادی میں اضافے کی نسبت وسائل میں اضافہ کم ہے۔ افراطِ آبادی، غربت، بے روزگاری اور طبعی سہولیات کا فقدان ایسے مسائل ہیں جن پر قابو پانا نہایت ضروری ہے۔ چناں چہ آبادی اور وسائل کے درمیان توازن قائم کرنے کے لیے آبادی کو قابو میں رکھا جائے اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو ختم کیا جائے۔

3-درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں: www.notespk.com

(i) پاکستان میں شعبۂ تعلیم کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں۔

جواب: تعلیمی مسائل کے حل کے لیے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:۔

1۔ بجٹ میں اضافہ: تعلیم کے لیے مختص بجٹ میں ہر سال اضافہ کیا جائے۔

2۔ سکولوں کی اَپ گریڈیشن: تمام مڈل سکولوں کو ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کا درجہ دیا جائے۔

3۔ پرائمری کے اساتذہ کی تعلیم: پرائمری کے اساتذہ کی کم از کم تعلیم گریجوایشن ہو۔

4۔ نصاب کی تشکیلِ نو: سائنس اور ٹیکنالوجی کے نصاب کی تشکیلِ نو کی جائے۔ نصاب میں فنی اور ٹیکنکل مضامین شامل کیے جائیں۔

5۔ مکتب، مدرسہ سکول: مکتب، مدرسہ سکولوں میں سائنس و دیگر رائج علوم بھی پڑھائے جائیں اور ان کی ڈگریوں کو بھی تسلیم کیا جائے۔

6۔ صاف پانی کی فراہمی: تمام سرکاری سکولوں میں کھیل کے میدان اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

☆☆☆☆☆

(ii) علاقائی ثقافت میں مماثلت قومی یک جہتی کا ذریعہ ہے، وضاحت کریں۔

جواب: پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کے رسم و رواج اور رہن سہن میں کسی حد تک فرق موجود ہے، لیکن علاقے اور زبان کے فرق کے باوجود لوگوں میں ایک مشترک ثقافت بھی پروان چڑھ رہی ہے۔ مختلف علاقوں میں رہنے کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے قربت کا احساس رکھتے ہیں۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہونے کا شعور ہے، جس سے قومی یک جہتی اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور قومی تشخص مضبوط ہوتا ہے۔ پاکستان کی علاقائی ثقافت پر اسلامی اقدار کے اثرات ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، معاشرتی انصاف اور سچائی جیسی اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے دور میں علم و ادب، موسیقی، مصوری، تعمیرات، خطاطی وغیرہ نے خوب ترقّی کی۔ ان شعبوں میں مسلمانون کے کارنامے ہمارا ثقافتی وَرثہ ہیں اور ان کے حوالے سے ہمیں پہچانا جاتا ہے۔ پاکستان کے رہنے والوں کی علاقائی نسبت (پنجابی، سندھی، پختون، بلوچ وغیرہ) مختلف ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی ہم آہنگی کے احساسات موجود ہیں۔

ہمارے مشترک ثقافتی وَرثے کا اظہار ہماری علاقائی شاعری اور ادب کی ان اقدار کے ذریعے سے ہوتا ہے جو تمام علاقوں کے ادب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ تصوف، انسانیت، صلح و انصاف، محبت اور باہمی تعاون کا درس قومی اور صوبائی زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں کے کلام میں ملتا ہے۔ حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ، رحمان بابا، خوشحال خان خٹک اور میر گل خان نصیر

وغیرہ نے محبت، الفت اور اخوت کا جو درس دیا ہے، اس سے بنیادی طور پر ثقافت کی مماثلت سے محبت اور یک جہتی کا رنگ اُبھرتا ہے۔ ہمارے مقامی ذرائع ابلاغ مشترکہ ثقافتی قدروں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ثقافتی وَرثہ پروان چڑھتا ہے اور قومی یک جہتی، یگانگت اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ ثقافت کے تسلسل کے لیے تعلیمی نظام اور پڑھائے جانے والے مضامین اور موضوعات بھی ثقافتی مماثلتوں پر توجہ مرکوز کرنے کا باعث ہیں۔ اس سے مشترکہ ثقافتی قدروں کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستانی معاشرے کی بنیاد بلاشبہ اسلامی عقائد اور نظریات پر رکھی گئی ہے، تاہم چاروں صوبوں کے موسمی، علاقائی اور جغرافیائی حالات کے پیشِ نظر لوگوں کے طرزِ زندگی، لباس، خوراک، طرزِ تعمیر اور رسم و رواج میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(iii) پاکستانی معاشرے کی اہم خصوصیات بیان کریں۔

جواب: معاشرہ انگریزی زبان کے لفظ سوسائٹی (Society) کا ترجمہ ہے جو لاطینی زبان کے لفظ سوسش (Socius) سے اخذ کیا گیا ہے، جس کے معانی "ساتھی" کے ہیں۔ گویا معاشرے سے مراد ساتھیوں کا گروہ یا مجموعہ ہے۔ افراد کا وہ مجموعہ جو چند مقاصد کی خاطر زندگی بسر کر رہا ہو، معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے افراد کو باہمی تعلقات رکھنا پڑتے ہیں۔ معاشرہ ایک فرد پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ وہ افراد کے ایک بڑے گروہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ معاشرے میں شامل تمام لوگ مختلف طبقوں اور برادریوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ دیگر معاشروں کی طرح پاکستانی معاشرہ بھی اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔

ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، اندازِ رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ ثقافت میں وہ تمام عقائد، قوانین، رسم و رواج، روایات، علوم و فنون اور عادات وغیرہ شامل ہیں، جن کو انسان معاشرے کے ایک فرد کے طور پر اپناتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں، مگر اس کے باوجود اسلام کے بندھن میں بندھے ہونے کے باعث وہ ایک مشترکہ ثقافت کے مالک ہیں، جس میں اسلامی رنگ نمایاں ہے۔ قومی ثقافت اگر ایک طرف کسی قوم یا معاشرے کے افراد کو باہم جوڑے رکھتی ہے تو دوسری جانب یہ اسے دوسری اقوام اور معاشروں سے ممتاز بھی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:۔

1- اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک یہاں کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ اگرچہ اپنی خوراک، لباس، طرزِ رہن سہن، رسم و رواج اور روایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن دینِ اسلام وہ مضبوط بنیاد ہے، جس نے ان سب کو ایک مالا میں پرو دیا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ و نسل، زبان، امارت و غربت کا فرق کوئی معانی نہیں رکھتا، اس لیے اسلامی ثقافت کے رنگ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

2- مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

3- رسوم و رواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملنسار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ان مواقع پر مٹھائی اور پُر تکلف کھانوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح خدانخواستہ کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں۔ کسی مسلمان کے وفات پا جانے پر رشتہ دار اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کریں۔

4- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔ برصغیر میں بزرگانِ دین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پاکستان میں لوگ ذات پات، رنگ و نسل اور امتیازات وغیرہ کو نسبتاً کم اہمیت دیتے ہیں۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ہر طرح سے مکمل تحفظ دیتا ہے۔

5- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عید الفطر اور 10 ذی الحج کو عید الاضحیٰ پورے مذہبی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہیں۔ دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاول کو جشن میلاد النبی ﷺ، 27 رجب کو معراج النبی ﷺ اور 15 شعبان کو شبِ برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دس محرم کو مسلمان یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، رِدوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

6- لباس اور خوراک (Dress and Food)

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔ پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔ یہ لباس تھوڑے بہت ردوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔ واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصہ ہیں۔ خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹہ، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔ گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک و تازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہیں۔

7- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچی، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔ اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم و رواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔

8- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے موقع پر اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مادھو لال حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (میلا چراغاں)، حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ، حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

9- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکوائش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھرپور حصہ لیتی ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ تحصیل، ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

10- اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت (Protecting the Rights of Minorities)

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر طرح کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی آزادی حاصل ہے۔ تعلیم، روزگار اور سیاست کے میدان میں بھی ان کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

11- مہمان نوازی (Hospitality)

مہمان نوازی پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کے نمایاں اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مہمانوں کی عزت اور خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔

12- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Printing)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی وَرثے کی علامات ہیں۔ مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر ہیں۔

13- شعر وادب (Poetry and Literature)

شعر وادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے قومی شاعر ہیں، ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔ م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(iv) پاکستان کی قومی اور دو علاقائی زبانوں کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی گئی ہے:۔

اُردو زبان (Urdu Language)

اُردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی لشکر، کیمپ اور سپاہی وغیرہ کے ہیں۔ اس کی ابتدا گیارھویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرہ میں ہوئی۔ برصغیر میں اس زبان کے ماخذوں میں مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کا لشکر خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اردو کا ارتقا جنوبی ایشیا میں سلاطینِ دہلی کے عہد میں ہوا اور مغلیہ سلطنت میں فارسی عربی اور ترکی کے اثر سے اس کی ترقّی ہوئی۔ یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اردو نستعلیق رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ اس میں عربی و فارسی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ اردو زبان کے سب سے پہلے غزل گو شاعر ولی دکنی ہیں۔ دیگر عظیم شعرا میں اسداللہ خاں غالبؔ، میر تقی میرؔ، آتشؔ، میر دردؔ، مومنؔ اور ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل سر سید احمد خان، مولانا شبلی نعمانی، الطاف حسین حالی، بابائے اردو مولوی عبدالحق اور ڈپٹی نذیر احمد نے اردو کی ترقی و ترویج کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ موجودہ دور کے شعرا میں ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، مجید امجد، ن م راشد، میرا جی، ابنِ انشا، پروین شاکر، احمد فراز، منیر نیازی، جون ایلیا، اور کشور ناہید وغیرہ کو شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح پاکستان کے معروف اور بڑے ادیبوں میں پطرس بخاری، مشتاق احمد یوسفی، غلام عباس، سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، مختار مسعود، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، بانو قدسیہ اور اشفاق احمد وغیرہ شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اردو کو قومی زبان کی حیثیت دی گئی اور انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ اردو زبان کی ترقّی و ترویج کے لیے وفاقی اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

پاکستان کی دو علاقائی زبانوں کی تفصیل ذیل میں پیش کی گئی ہے:۔

(i) پنجابی زبان (Punjabi Language)

پنجابی پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ پنجابی زبان کا ارتقا پنجاب کی قدیم تہذیب ہڑپائی یا دراوڑی سے ہوا۔ تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث اس کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں: ماجھی، پوٹھواری، ملتانی، چھاچھی، شاہ پوری اور دھنی وغیرہ ہیں۔ ماجھی لہجہ زیادہ معیاری سمجھا جاتا ہے جو لاہور، گوجرانوالا، شیخوپورہ اور آس پاس کے علاقوں میں رائج ہے۔

اس زبان میں ادب کا آغاز حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا موضوع پیار و محبت اور تصوّف ہے۔ بعد ازاں سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک دیو جی کا نام آتا ہے۔ پندرھویں سے انیسویں صدی کے دوران میں مسلمان صوفی بزرگوں نے پنجابی زبان میں بے مثال تحریریں لکھیں۔ ان میں مقبول صوفی شعرا بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ قصہ گوئی بھی پنجابی ادب کی ایک صنف ہے۔ مشہور قصوں میں وارث شاہ کا قصہ، ہیر وارث شاہ، حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ سیف الملوک، ہاشم شاہ کا قصہ سسی پنوں، فضل شاہ کا قصہ سوہنی مہیوال اور حافظ برخوردار کا قصہ مرزا صاحباں وغیرہ مشہور ہیں۔ ان داستانوں میں اس دور کی پنجاب کی تاریخی، معاشی، مذہبی، صوفیانہ اور معاشرتی زندگی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ پنجابی لوک گیتوں میں ٹپے، دوہے، ماہیے اور بولیاں وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف مواقع پر گائے جانے والے یہ گیت نہ صرف گانے والے کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں، بلکہ ان میں ہماری تہذیب، روایات اور ثقافت کے رنگ بھی جھلکتے ہیں۔

(ii) سندھی زبان (Sindhi Language)

سندھی پاکستان کے صوبہ سندھ کے لوگوں کی زبان ہے۔ اس میں ترکی، سنسکرت، یونانی، ایرانی اور دراوڑی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ سندھی عام طور پر ترمیم شدہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ سندھی کے مختلف لہجے ہیں، جن میں لاڑی، تھری، فکری، گنداوی، لاسی اور وچولی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ جنوبی سندھ میں بولی جانے والی سندھی کا لہجہ لاڑی کہلاتا ہے۔ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں لاسی بولی جاتی ہے۔ وچولی وسطی سندھ کا لہجہ ہے۔ معیاری سندھی ادب کی زبان بھی وچولی سندھی ہے۔ تھر کے صحراؤں میں بولی جانے والی سندھی تھری کہلاتی ہے۔

سندھی چودھویں صدی عیسوی سے اٹھارھویں صدی عیسوی تک تعلیم وتدریس کی مشہور زبان رہی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے سندھی زبان کی ترقی وترویج کے لیے بہت کوششیں کیں۔ عربی زبان کے بعد دوسرا درجہ سندھی زبان کو دیا گیا۔ قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے سندھی زبان میں کیا گیا۔ سندھی زبان میں اسلامی ادب اور صوفیانہ شاعری کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اور سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ سندھی زبان کے عظیم شعرا میں سے ہیں۔ صوبہ سندھ میں تعلیمی اداروں، دفاتر اور عدالتوں میں بڑے پیمانے پر سندھی زبان استعمال ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(v) پاکستان میں سیاحت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں سیاحت کی اہمیت کا اندازہ مندرجہ ذیل باتوں سے کیا جاسکتا ہے:۔

(i) تعارف (Introduction)

سیاحت کا شعبہ کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان ان ممالک میں شامل ہے، جہاں وہ تمام عوامل کثرت سے موجود ہیں جو پاکستان کو سیاحت کی جنت بنا سکتے ہیں۔ بلند و بالا پہاڑ، سرسبز وشاداب وادیاں، وسیع وعریض میدان، تازہ پانیوں کی قدرتی جھیلیں، تمام مذاہب سے منسلک لوگوں کے مقدس مقامات، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے آثارِ قدیمہ اور طرح طرح کے ثقافتی رنگ دنیا بھر سے سیاحوں کو کھینچنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، تاہم یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سیاحتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود پاکستان کا سیاحت کا شعبہ ملکی ترقی میں ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کر پایا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ خوش قسمتی یہ ہے کہ حکومت سیاحت کی اہمیت وافادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس شعبے کی ترقی کے لیے انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کی جانب سے شروع کیے جانے والے سیاحتی منصوبہ جات کی بروقت تکمیل سے پاکستان میں خوش حالی کا دروازہ کھل جائے گا۔

(ii) پاکستان کے سیاحتی مقامات (Pakistan's Tourist Destinations)

پاکستان کے اہم سیاحتی مقامات کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:۔

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحت کے مقامات (Tourist Places Full of Natural Scenery)

قدرتی مناظر سے بھرپور سیاحتی مقامات میں وادی ہنزہ، دیوسائی کے میدان (بلتستان)، نلتر وادی (گلگت)، فیری میڈوز، نانگا پربت اور کے ٹو (K-2) بیس کیمپ، وادیِ کیلاش، وادیِ سوات، کاغان اور ناران، نتھیا گلی، ٹھنڈیانی، مری، کوٹلی ستیاں، وادیِ سون سکیسر، کوہِ سلیمان، چمن، زیارت، گوادر، ساحلِ سمندر کراچی اور بلوچستان وغیرہ شامل ہیں۔

مذہبی سیاحت کے مقامات (Religious Tourist Places)

مذہبی سیاحت کے مقامات میں ٹیکسلا (راول پنڈی)، ہڑپہ (ساہیوال)، موئن جودڑو (لاڑکانہ)، کٹاس راج (چکوال)، ٹلہ جوگیاں (جہلم)، ننکانہ صاحب، کرتار پور صاحب (نارووال)، حسن ابدال (اٹک)، لاہور اور ملتان وغیرہ شامل ہیں۔

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات
(Important Historical Places in Terms of Tourism)

سیاحت کے حوالے سے اہم تاریخی مقامات میں اکرنڈ قلعہ، کینہٹی باغ (Kenhaty Garden)، کلر کہار (وادیِ سون، ضلع خوشاب)، شاہی قلعہ (لاہور)، شالامار باغ لاہور، دراوڑ قلعہ بہاول پور، التیت قلعہ (گلگت بلتستان)، شگر قلعہ (شگر، بلتستان)، سکردو قلعہ (سکردو)، مغل باغ واہ، قلعہ اٹک، قلعہ روہتاس (جہلم)، رانی کوٹ قلعہ (ضلع جامشورو، سندھ)، قلعہ شاردہ (وادیِ نیلم، آزاد کشمیر)، تخت بھائی (مردان، خیبر پختونخوا)، بھبور (ضلع ٹھٹھہ، سندھ)، فورٹ منرو (ڈیرہ

غازی خان)، بالا حصار قلعہ (پشاور)، مسجد مہابت خان پشاور، بادشاہی مسجد لاہور، شاہ جہان مسجد ٹھٹھہ (سندھ)، ہنگول نیشنل پارک (مکران، بلوچستان) اور جھل مگسی (بلوچستان) وغیرہ اہم ہیں۔

(iii) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کے حوالے سے بین الاقوامی تاثرات
(International Views on Pakistan's Tourism Sector)

پاکستان کے سیاحتی وسائل کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی ماہرین اور مبصرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سیاحتی مقامات ہر لحاظ سے پاکستان کو صفِ اوّل کی سیر گاہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ 2010ء میں معروف سیاحتی میگزین Lonely Planet نے پاکستان کو سیاحت کے حوالے سے ایک "بڑی چیز" کا خطاب دیا۔ 2018ء میں سیر وسیاحت کے فروغ کے لیے خدمات دینے والی مشہور برطانوی بیک پیکر سوسائٹی (The British Backpacker Society) نے پاکستان کو بہترین ایڈونچر ٹورازم (Adventure Tourism) کی جگہ قرار دیا۔ 2019ء میں امریکا کے ایک میگزین Forbes نے پاکستان کو سیر کے لیے بہترین جگہ قرار دیا۔ 2020ء میں امریکن میگزین Console Nast Traveller نے پاکستان کو چھٹیاں گزارنے کے لیے سب سے بہترین جگہ قرار دیا۔

(iv) پاکستان کے شعبۂ سیاحت کی کارکردگی
(Performance of Pakistan's Tourism Sector)

بے پناہ وسائل رکھنے کے باوجود پاکستان میں شعبۂ سیاحت ابھی تک خاطر خواہ کارکردگی دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ شعبۂ سیاحت دنیا کی معیشت میں سالانہ اوسطاً قریباً 10 فی صد تک حصّہ ڈالتا ہے، لیکن پاکستان میں اس کا حصّہ محض 2 سے 3 فی صد سالانہ ہے۔ شعبۂ سیاحت کی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ یہاں بین الاقوامی سیاحوں کا کم آنا ہے۔ ورلڈ اٹلس (World Atlas) کے مطابق 2018ء میں بین الاقوامی سیاحوں کا سب سے بڑا مرکز فرانس رہا، جہاں ایک سال میں 89 ملین بین الاقوامی سیاح آئے۔ دوسرے نمبر پر سپین (83 ملین)، تیسرے نمبر پر امریکا (80 ملین)، چوتھے نمبر پر چین (63 ملین)، پانچویں نمبر پر اٹلی (62 ملین) اور چھٹے نمبر پر ترکی (46 ملین) رہے۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح 2 ملین سے بھی کم آتے ہیں۔ پاکستان میں بین الاقوامی سیاحوں کی تعداد کم ہونے کی وجوہات میں امن وامان کی صورتِ حال، سیاحتی مقامات کی کم تشہیر (Projection) اور سیاحتی مقامات پر بنیادی سہولیات کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ پاکستان میں بین الاقوامی سیاح کم تعداد میں آتے ہیں، لیکن پاکستانی سیاحوں کی تعداد ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے 2019ء میں پاکستان میں پاکستانی سیاحوں کی تعداد 50 ملین کے لگ بھگ تھی۔

(v) سیاحت کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اقدامات
(Measures Taken by the Government to Promote Tourism)

حکومتِ پاکستان نے سیاحت کی اہمیت کا مکمل ادراک کرتے ہوئے اس میں انقلابی اقدامات کا آغاز کیا ہے۔ ان اقدامات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:۔

1- حکومتِ پاکستان نے بین الاقوامی سیاحوں کے لیے ویزا پالیسی (Visa Policy) میں واضح تبدیلی کی ہے۔ ویزا کے عمل کو آسان اور تیز بنانے کے ساتھ ساتھ بہت سے ممالک کے سیاحوں کو ایئرپورٹ پر ویزا کی سہولت کا اجرا کیا ہے۔

2- حکومتِ پاکستان نے صوبائی حکومتوں کی سرپرستی میں محکمۂ سیاحت کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ وفاق کی سطح پر ایک ادارہ "نیشنل ٹورازم کوآرڈی نیشن بورڈ (National Tourism Coordination Board)" تشکیل دیا ہے۔ اس ادارے کا مقصد وفاق اور صوبوں کے درمیان تعلق کو مضبوط بنانا ہے۔

3- حکومت نے بہت سے ممالک سے، جن میں ازبکستان، تاجکستان، نیپال اور ترکی وغیرہ شامل ہیں، مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کیے ہیں۔ ان یادداشتوں میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ یہ ممالک باہمی سیاحت کے فروغ کے لیے مشترکہ کوششیں کریں گے۔

4- وفاقی حکومت نے نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ ملک بھر میں سرکاری ریسٹ ہاؤسوں کو ایک منظم طریقے سے نجی شعبے کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ نجی شعبے کے حرکت میں آنے سے سیاحتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

5- حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتیں نئے سیاحتی مقامات کو فروغ دینے کے لیے مؤثر اقدامات کر رہی ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا کی کمراٹ وادی اور پنجاب میں کوٹلی ستیاں اور چکوال میں کیے جانے والے اقدامات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

6- سیاحتی سہولیات کی فراہمی کے لیے وفاقی اور صوبائی بجٹ میں سیاحت کے لیے اضافی فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

7- شعبۂ سیاحت کی منظم ترقّی کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ صوبہ پنجاب کی سیاحتی پالیسی 2019ء اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

سیاحت کے حوالے سے مستقبل کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ مختلف منصوبوں کے قابلِ عمل ہونے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سیاحتی مقامات کو انھی قابلِ عمل رپورٹوں کے مطابق ترقّی دی جائے گی۔

(vi) سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی ذمہ داریاں

(Responsibilities of Pakistani People for the Promotion of Tourism)

سیاحت کے فروغ کے لیے پاکستانی عوام کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں کہ وہ سیاحتی مقامات پر:۔

1- کوڑا کرکٹ پھینکنے سے گریز کریں۔
2- موجود سہولیات کو خراب نہ کریں۔
3- ٹریفک اور دیگر قوانین کی پابندی کریں۔
4- غیر اخلاقی حرکات سے اجتناب کریں۔
5- خوب صورت تصاویر اور وڈیوز بنائیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے سے دوسروں تک پھیلائیں تاکہ سیاحت کا رجحان پیدا ہو سکے۔

☆☆☆☆☆

(vi) صنفی بنیاد پر آبادی کی تقسیم بیان کریں۔

جواب: صنفی لحاظ سے تقسیم سے مراد، مرد اور عورت کی بنیاد پر آبادی کی تقسیم ہے۔ 20-2019ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں مرد کل آبادی کا قریباً 51 فی صد ہیں، جب کہ خواتین کی تعداد قریباً 49 فی صد ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں مردوں کی شرح پیدائش عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار معاشی ترقّی اور سرگرمیوں میں اضافے کے لیے انتہائی موزوں قرار دیے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں افرادی قوت کو ہنرمند بنا کر معاشی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے۔ اس طرح پاکستان کی فی کس آمدنی میں اضافہ ہو گا۔

انسانی معاشرے میں عورت اور مرد میں جنس کی بنیاد پر تفریق کرنا صنفی امتیاز کہلاتا ہے۔ قدرت نے مرد و خواتین کے الگ الگ کردار بنائے، جس کا بنیادی مقصد نسلِ انسانی کو آگے بڑھانا تھا۔ ترقّی کرنا اور آگے بڑھنا انسان کی صفت میں شامل ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسم و رواج بدلتے رہتے ہیں۔ اب معاشرے میں مردوں اور عورتوں کو ترقّی کے مساوی مواقع میسر ہیں۔ صنفی بنیاد پر ہونے والے ہر طرح کے امتیاز کی نفی کی جاتی ہے۔ صفی امتیاز صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ غربت کے خاتمے، تعلیم اور طبّی سہولتوں تک رسائی، معیشت اور فیصلہ سازی کے عمل میں شمولیت کے حوالے سے یہ بین الاقوامی اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔

ہمارے ہاں بیٹیوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق سوچ میں بڑی روشن خیال تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ قدامت پرست گھرانے جو کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی بیٹیاں ڈاکٹر یا استاد بننے کے علاوہ کوئی اور پیشہ اختیار کر سکتی ہیں۔ آج ان کی بچیاں وکیل، انجینئر، فیشن ڈیزائنر، سیاست دان، ایئر فورس میں پائلٹ، سول سروس آفیسر، فوج میں آفیسر اور میڈیا میں اینکر پرسن کے طور پر اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ پاکستان میں خواتین معاشرے کی تعمیر و ترقّی میں جو کردار ادا کر رہی ہیں، وہ کسی صورت بھی مردوں سے کم نہیں۔ اسلام اور جدید سائنسی علوم کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کسی طور بھی مناسب نہیں۔

☆☆☆☆☆

(vii) پاکستان میں شعبۂ صحت کن مسائل کا شکار ہے اور ان کا حل بیان کریں۔

جواب: پاکستان میں صحت کے مندرجہ ذیل مسائل درپیش ہیں:۔

صحت کے مسائل (Health Problems)

1. امراض کی کثرت کے مقابلے میں علاج معالجہ کی سہولیات محدود اور غیر معیاری ہیں۔
2. پاکستان میں طبّی مسائل کی ایک اور اہم وجہ افراطِ آبادی ہے جو ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ اس افراطِ آبادی نے پاکستان کے طبّی ڈھانچے کو بالکل مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور ملک بے شمار طبّی مسائل کا شکار ہے۔
3. پاکستان میں مختلف موذی و متعدی امراض کی وجہ سے ہر سال ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ ملیریا، ہیضہ، تپ دق کے علاوہ کینسر، ہائی بلڈ پریشر اور عارضہ قلب وغیرہ عام ہو رہے ہیں۔
4. غیر متوازن غذا، صحت کی خرابی اور قوتِ مدافعت کی کمی پیدا کر رہی ہے۔
5. پاکستان میں بیماریوں کی ایک اہم وجہ مختلف اشیائے خوراک میں ملاوٹ ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کا معیارِ صحت گر رہا ہے۔

6. ناخواندگی کی وجہ سے لوگوں میں حفظانِ صحت کے اصولوں سے واقفیت کی کمی ہے۔ جگہ جگہ گندگی اور غلاظت کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ مکانات ہوادار اور روشن نہیں ہیں۔

صحت کے مسائل کا حل (Solution of Health Problems)

صحت کے مسائل کے حل کے لیے حکومت کو مندرجہ ذیل اقدامات کرنے چاہئیں:

1. حکومت کو چاہیے کہ وہ شعبہ صحت کے لیے زیادہ بجٹ مختص کرے۔

2. ہسپتالوں میں طبّی سہولیات فراہم کی جائیں، ڈاکٹر اور دیگر سٹاف کی کمی کو دور کیا جائے۔ افراطِ آبادی پر قابو پایا جائے۔

3. لوگوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں اور متوازن غذا کی اہمیت سے آگاہی دلائی جائے۔ شرح آبادی کو قابو میں رکھنے کے لیے بھی مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ کو ختم کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔

4. غیر تربیت یافتہ عطائی ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور عوام میں ان کے خلاف شعور بیدار کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

(viii) قومی تعمیر میں اقلیتوں کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب: "کسی بھی معاشرہ میں موجود ایسا گروہ جو اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی نظریات اور طرزِ زندگی کی رُو سے اکثریت کی نسبتاً کم تعداد میں ہو اقلیت کہلاتا ہے۔" کسی بھی قوم کی ترقّی وخوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ وہاں قیام پذیر اقلیتی طبقوں کو اکثریت کی طرح زندگی کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ انھیں عوامی اور حکومتی سطح پر ہر طرح کی معاونت اور تعاون حاصل ہو۔ حکومتِ پاکستان نے اقلیتوں کو ہر قسم کی ضروری مراعات اور سہولیات سے نوازا ہے اور وہ یہاں اپنی جان، مال، عزت و آبرو کو محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔ اقلیتوں نے بھی ہمیشہ ذمہ دار شہری اور محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے اور مشکل کی ہر گھڑی میں اپنے ہم وطنوں کا ساتھ نبھایا ہے۔ قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ نے بھی غیر مسلموں کو پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ کی ضمانت دی۔ قیامِ پاکستان سے قبل 11 اگست 1947ء کو کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں بانیٔ پاکستان قائدِاعظم محمد علی جناح رحمۃاللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other places of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed that has nothing to do with the business of the State. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between one caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of one State.

Now, I think we should keep that in front of us as our ideal and you will find that in course of time Hindus would cease to be Hindus and Muslims would cease to be Muslims, not in the religious sense, because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the State.

ترجمہ:

"آپ آزاد ہیں، آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ اپنی مساجد اور ریاستِ پاکستان میں اپنی کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا نسل سے ہو، اس کا ریاست کے معاملات سے ہر گز کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں سفر کا آغاز نہیں کیا ہے۔ ہم اس زمانے میں یہ ابتدا کر رہے ہیں، جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی، دو فرقوں کے مابین کوئی امتیاز نہیں، مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک ریاست کے یکساں شہری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ جُوں جُوں زمانہ گزرتا جائے گا، ریاست سے تعلقات کے معاملے میں نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔ ایسا مذہبی طور پر نہیں ہوگا، کیوں کہ مذہب (عقیدہ) ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے، بلکہ ایسی سوچ ریاست کے شہریوں میں سیاسی معنوں میں فروغ پائے گی۔"

قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے اپنے آخری سانس تک ہمیشہ اس امر کا اظہار کیا کہ پاکستان سب کا وطن ہے۔اس میں مذہبی تفریق ممکن نہیں ہے۔یہاں سب کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی وفات کے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے بھی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا۔

اقلیتی برادری میں ہندو، مسیحی، سکھ اور پارسی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستانی اقلیتوں نے تعمیر پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ قانون کے شعبے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس اے آر کارنیلیئس کا نام ہمیشہ درخشاں ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔انھوں نے 1973ء کا آئین مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس کو قرآن وسنت پر عبور حاصل تھا،وہ آٹھ سال تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج رہے۔ جسٹس رانا بھگوان داس نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائم مقام چیف جسٹس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین بھی رہے۔ جسٹس رستم سہراب جی سدھوا اور جسٹس دُراب پٹیل نے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

پاکستان کی مسلح افواج میں بھی اقلیتوں کا کردار نمایاں ہے۔ ریئر ایڈمرل لیسلے، میجر جنرل جولیئن پیٹر، میجر جنرل نوئیل کھوکھر، بریگیڈیئر مارون، سکوارڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی، ایئر کموڈور نذیر لطیف، ایئر وائس مارشل ایرک گورڈن، گروپ کیپٹن سیسل چودھری، ایئر کموڈور بلونت کمار داس نے دفاعِ وطن کے لیے عظیم قربانیاں دیں، جن کے اعتراف کے طور پر انھیں فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔ ہرچرن سنگھ پاک فوج میں شامل موجودہ سکھ افسر ہیں۔

سیاست کے شعبہ میں اکشے کمار داس، کامنی کمار دتہ، ڈیرک سپرئین، بسانتا کمار داس، کامران مائیکل اور کلیمنٹ شہباز بھٹی، درشن لال مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں جب کہ ڈاکٹر رمیش کمار، کرشنا کمار کوہلی اور قیامِ پاکستان کے بعد منتخب ہونے والے پہلے سکھ ایم پی اے (MPA) سردار رمیش سنگھ اروڑا اور دیگر مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

صحت کے شعبہ میں ڈاکٹر روتھ فاؤنے برص اور جذام کے خاتمے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی گئی۔ سسٹر روتھ لوئیس نے پچاس سال تک معذوروں کی خدمت کی۔ڈاکٹر ڈریگو غریب لوگوں کے علاج کے لیے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر جے پال چھابڑیا نے شعبہ بصارت میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

تعلیم کے شعبہ میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام، بشپ انتھنی لوبو، ڈاکٹر میرا فیبلوس، روشن خورشید بھروچہ، پروفیسر کنہیالال ناگپال وغیرہ نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔

کھیل کے میدان میں انتھنی ڈیسوزا، مائیکل مسیح، ویلس میتھاس، انیل دلپت، دنیش کنیریا اور بہرام ڈی آواری نے پاکستان کا نام روشن کیا۔الغرض اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اقلیتوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔اقلیتی برادری بھی ملکی ترقی میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

(ix) پاکستانی ثقافت کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: ثقافت کسی جگہ پر مقیم افراد کے مشترکہ عقائد، اندازِ رہن سہن، رسم و رواج، زبان اور روایات کا نام ہے۔ثقافت میں وہ تمام عقائد، قوانین، رسم و رواج، روایات، علوم و فنون اور عادات وغیرہ شامل ہیں، جن کو انسان معاشرے کے ایک فرد کے طور پر اپناتا ہے۔ پاکستانی ثقافت اسلامی شعائر کی عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ آباد ہیں، مگر اس کے باوجود اسلام کے بندھن میں بندھے ہونے کے باعث وہ ایک مشترکہ ثقافت کے مالک ہیں، جس میں اسلامی رنگ نمایاں ہے۔ قومی ثقافت اگر ایک طرف کسی قوم یا معاشرے کے افراد کو باہم جوڑے رکھتی ہے تو دوسری جانب یہ اسے دوسری اقوام اور معاشروں سے ممتاز بھی کرتی ہے۔ پاکستانی معاشرے اور ثقافت کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:-

1- اسلامی ثقافت کے رنگ (Colours of Islamic Culture)

پاکستان کی بنیاد دینِ اسلام پر قائم ہے، اس لیے مذہب کا احترام اور اس کی روایات کی پاسداری کی جھلک یہاں کے لوگوں کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت رہن سہن، لباس، خوراک اور میل جول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔اسلام دیگر مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے احترام کا درس دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ اگرچہ اپنی خوراک، لباس، طرزِ رہن سہن، رسم و رواج اور روایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن دینِ اسلام وہ مضبوط بنیاد ہے، جس نے ان سب کو ایک مالا میں پرو دیا ہوا ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق رنگ و نسل، زبان، امارت و غربت کا فرق کوئی معانی نہیں رکھتا،اس لیے اسلامی ثقافت کے رنگ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات نظر آتے ہیں۔

2- مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System)

پاکستان میں بحیثیت مجموعی مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے۔ خاندان کا سربراہ مرد ہے، جو اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ خاتونِ خانہ، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور امورِ خانہ داری سنبھالتی ہے۔ بزرگوں کو گھر میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی خدمت مذہبی اور اخلاقی فریضہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔

3- رسوم ورواج اور روایات (Customs and Traditions)

پاکستان کے لوگ انتہائی ملن سار اور غم گسار ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت، عقیقہ اور سالگرہ کی تقریبات وغیرہ میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ ان مواقع پر مٹھائی اور پُر تکلف کھانوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح خدانخواستہ کسی آفت، پریشانی یا مرگ کے موقع پر بھی لوگ ایک دوسرے کے غم میں بھرپور طریقے سے شریک ہوتے ہیں۔ کسی مسلمان کے وفات پاجانے پر رشتہ دار اور تعلق دار متوفی کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ ملک بھر میں تمام اقلیتوں کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے مطابق شادی، بیاہ اور اموات وغیرہ کی رسومات ادا کریں۔

4- مذہبی ہم آہنگی (Religious Harmony)

پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداری بھی موجود ہے۔ برصغیر میں بزرگانِ دین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پاکستان میں لوگ ذات پات، رنگ و نسل اور امتیازات وغیرہ کو نسبتاً کم اہمیت دیتے ہیں۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ہر طرح سے مکمل تحفظ دیتا ہے۔

5- مذہبی تہوار (Religious Festivals)

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں ہر سال 2 عیدیں منائی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو عیدالفطر اور 10 ذی الحج کو عیدالاضحیٰ پورے مذہبی جوش و جذبے سے منائی جاتی ہیں۔ دیگر مذہبی تہواروں میں 12 ربیع الاول کو جشن میلادالنبی ﷺ، 27 رجب کو معراج النبی ﷺ اور 15 شعبان کو شبِ برات منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دس محرم کو مسلمان یوم عاشور بھی مذہبی عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

اقلیتی طبقوں میں ہندو ہولی اور دیوالی، جب کہ مسیحی کرسمس اور ایسٹر، سکھ مذہب کے لوگ بابا گرونانک دیو جی کا جنم دن اور بیساکھی، بہائی عقیدے کے لوگ عیدِ نوروز، رِدوان وغیرہ کے تہوار پوری آزادی اور جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

6- لباس اور خوراک (Dress and Food)

پاکستانیوں کی اکثریت سادہ مگر صاف ستھرا اور باوقار لباس پہننے کو ترجیح دیتی ہے۔ پاکستان کا قومی لباس شلوار قمیص ہے۔ یہ لباس تھوڑے بہت ردوبدل اور فرق کے ساتھ ہر علاقے میں مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہے۔ واسکٹ، ٹوپی، اجرک اور پگڑی وغیرہ مختلف علاقوں میں مردوں کے لباس کا حصہ ہیں۔ خواتین شلوار قمیص کے ساتھ دوپٹہ، چادر اور عبایا وغیرہ کا استعمال کرتی ہیں۔ گندم اور مکئی کی روٹی، ساگ، چاول، گوشت، دالیں، سبزی اور خشک و تازہ پھل یہاں کے لوگوں کی اہم خوراک ہیں۔

7- مخلوط ثقافت (Mixed Culture)

پاکستانی معاشرہ عملی طور پر پنجابی، سندھی، پشتون، بلوچی، کشمیری، بلتی، براہوی اور سرائیکی وغیرہ ثقافت کا ایک خوب صورت گلدستہ ہے۔ اقلیتی طبقے میں ہندو، مسیحی، سکھ، پارسی، بہائی اور دیگر مذاہب کے رسم و رواج اور لباس بھی پاکستانی معاشرے کو نیا رنگ دیتے ہیں۔

8- عرس اور میلے (Urs and Fairs)

پاکستان میں موسموں کی مناسبت سے، فصلوں کی کٹائی کے موقع پر اور بزرگانِ دین کے عرس کے موقعوں پر سالانہ میلے لگتے ہیں۔ ان میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مادھو لال حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (میلا چراغاں)، حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

، حضرت سچل سرمست رحمۃاللہ علیہ، حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃاللہ علیہ، شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃاللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃاللہ علیہ، حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃاللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃاللہ علیہ اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے عرس اور سبی کا میلا وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

9- کھیل اور تفریح (Sports and Recreation)

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان کی کرکٹ، ہاکی، کبڈی، سکوائش، سنوکر اور ٹینس کی ٹیموں کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔ پاکستانی خواتین بھی ملکی اور عالمی سطح پر کھیلوں میں بھرپور حصّہ لیتی ہیں۔ ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ تحصیل، ضلعی، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ گلگت بلتستان اور چترال میں پولو کا کھیل بہت مقبول ہے۔

10- اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت (Protecting the Rights of Minorities)

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر طرح کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی آزادی حاصل ہے۔ تعلیم، روزگار اور سیاست کے میدان میں بھی ان کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

11- مہمان نوازی (Hospitality)

مہمان نوازی پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کے نمایاں اوصاف میں سے ایک ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مہمانوں کی عزت اور خدمت دل و جان سے کرتے ہیں۔

12- طرزِ تعمیر اور مصوّری (Architecture and Printing)

طرزِ تعمیر میں بادشاہی مسجد، شالامار باغ، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور ہرن مینار وغیرہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔ فیصل مسجد، مینارِ پاکستان اور مزارِ قائد ہمارے موجودہ دور کے ثقافتی ورثے کی علامات ہیں۔ مصوّری بھی ہماری ثقافت کی پہچان ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی، اعجاز انور، استاد اللہ بخش، صادقین، جمیل نقش اور اسماعیل گل جی پاکستان کے مشہور مصوّر ہیں۔

13- شعر و ادب (Poetry and Literature)

شعر و ادب کا پاکستانی ثقافت میں نمایاں مقام ہے۔ پاکستانی ادب میں تصوف اور مذہبی رنگ کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃاللہ علیہ ہمارے قومی شاعر ہیں، ان کی شاعری میں دینِ اسلام، وطن اور روایات سے محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں۔ جدید دور کے شعرا میں ن۔ م راشد، مجید امجد، ناصر کاظمی، فیض احمد فیض، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی اور حبیب جالب کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات اور خیالات کی جھلک نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

جوابات:

(i)	(ج)	خوشحال خاں خٹک	(ii)	(د)	بدیع الزمان کیکاؤس
(iii)	(د)	مردم شماری	(iv)	(ب)	جشن میلادالنبی ﷺ
(v)	(ب)	قریباً 50 ملین			www.notespk.com

Compiled By:

Nauman Sadaf

GHMS 343 G. B.

0333 -6858650

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

معزز اساتذہ کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! گزارش ہے کہ سٹوڈنٹس کو مطالعہ سے پہلے درج ذیل دعاؤں کو باقاعدگی سے پڑھنے کی ترغیب دیں۔ جزاک اللہ۔

عزیز طلبا و طالبات، آپ سب بھی دعاؤں کا اہتمام ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے اور اساتذہ کرام کے علم، زندگی اور ایمان میں برکت دے۔ آمین۔

ہمارے لیے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے دنیاو آخرت میں آسانیاں اور سکون نصیب فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن ورحیم ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرٰھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرٰھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرٰھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرٰھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۙ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۙ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۙ یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِیۡ ۪

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا طَیِّبًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ۝

آخر میں درود شریف دوبارہ پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے، آپ کے علم کے حصول میں آسانیاں عطا فرمائے۔